REGD No. P 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان یکم اکتوبر بعض سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مندرجہ اشاعت اخبار الفضل کے ذریعہ جو اطلاعات یہاں موصول ہوئی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ۲۲ ستمبر کو بے چینی کی تکلیف کے ساتھ سر میں چکر والہ کی شکایت ہو گئی مات نو بجے حضور نے دل کے شدید ضعف کا اظہار فرمایا۔ اور اس کے ساتھ ہی چہرے پر پسینے آنے شروع ہو گئے۔ فوری طور پر دوا دی گئی ایک گھنٹہ بعد طبیعت سنبھلنی شروع ہو گئی۔ ۲۵ ستمبر کو لاہور سے ماہر امراض قلب ڈاکٹر مسعود احمد صاحب حضور کو دیکھنے گئے۔ اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کے دل کی حالت بالکل ٹھیک ہے۔ اسی طرح سینہ اور دیگر اعضاء بھی بالکل ٹھیک ہیں البتہ سر میں چکروں اور ضعف کی تکلیف میں کافی کمی رہی

۲۶ ستمبر کی رپورٹ مظہر ہے کہ صبح کے وقت حضور نے سر میں چکروں کی شکایت کی اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن بھر چکروں کی تکلیف نہیں ہوئی مگر تمام ضعف کی شکایت رہی اور اعصابی ضعف بھی رہا مات بھر آٹھ بجے لیکن ٹھنڈک کی وجہ سے کسی قدر بے چینی رہا ہے۔ احباب جماعت خاص تضرع سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

ربوہ - حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی طبیعت ناساز چلی آرہی ہے۔ بے چینی اور ضعف کی شکایت ہے۔ احباب جماعت ہر دو بزرگان کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین

قادیان یکم اکتوبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔ الحمدللہ

> خطۂ جنت نظیر میں بسنے والو! دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے ایسی قربانیاں پیش کرو کہ اُخروی زندگی میں بھی خدا تعالےٰ کے قرب میں تم جنّات عدن کے وارث بنو!

جماعتہائے احمدیہ کشمیر کی سالانہ کانفرنس کیلئے

محترم جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان کا ولولہ انگیز پُرمغز پیغام

بمقام یاڑی پورہ کشمیر تمام جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی سالانہ کانفرنس بتاریخ ۱۴ ستمبر منعقد ہوئی۔ جس میں علاوہ اس کے کہ علاقہ کی احمدیہ جماعتوں کے عہدیداران اور احباب جماعت شریک ہوئے دو مرکزی مبلغین نے بھی شرکت کی۔ محترم جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان نے اس موقعہ کے لئے اپنا ایک خاص پیغام بھی ارسال فرمایا جسے افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

برادران جماعت ہائے احمدیہ کشمیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے اس بات سے خوشی ہوئی کہ آپ احباب جماعتہائے کشمیر کی سالانہ کانفرنس ۱۴ ستمبر ۱۹۶۳ء کو کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے اس پروگرام کو ہر طرح کامیاب فرمائے اور آپ کو اپنی رضا کے ماتحت کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

آپ کا علاقہ یعنی خطہ کشمیر جنت النظیر کہلاتا ہے اور حضرت اقدس مسیح الموعود علیہ السلام کے زمانہ کے متعلق جو پیشگوئیاں قرآن کریم میں پائی جاتی ہیں ان میں ایک مشہور پیشگوئی "اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ" کے مبارک الفاظ میں ہے یعنی آپ کے زمانہ میں ان لوگوں کے لئے جو آپ کی آسمانی دعوت کو قبول کریں گے اور خدا کی راہ میں جانی۔ مالی اور عزت و وقت کی قربانیاں پیش کریں گے جنت بہت قریب کر دی جائے گی۔ اور حضرت سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب بہشت کا نظارہ کرایا گیا تو آپ نے دیکھا کہ جنت میں غریب اور مفلس لوگوں کی کثرت پائی جاتی ہے۔ یہ باتیں ہمارا ذہن اس طرف منتقل کرتی ہیں کہ ریاست کشمیر کے باشندے بہ نسبت غریب ہیں اور ان کا معیار زندگی بھی عام طور پر دوسرے اہل ملک سے کم تر ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہو کر اور دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے اپنی قربانیاں پیش کر کے حقیقی جنت کے وارث ہو جائیں گے اور جس طرح وہ اپنی دنیوی زندگی میں خطۂ جنت نظیر میں بود و باش رکھتے ہیں اسی طرح وہ اخروی زندگی میں بھی جنات عدن میں اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سایہ میں بسیرا کریں گے۔ اللہ تعالےٰ ایسا ہی کرے۔ آمین۔

احباب کرام! مجھے اس بات سے بھی خوشی ہے کہ ایک عرصہ کے جمود کے بعد اللہ تعالےٰ نے آپ کو توفیق دی ہے کہ آپ اپنی تنظیم اور تبلیغی جد و جہد کی اہمیت کو سمجھ کر آگے کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔ اور آپ کی صوبائی انجمن کے عہدہ داران اور مقامی جماعتوں کے ذمہ دار افراد اور دیگر مخلصین حرکت میں آ چکے ہیں اور مجھے امید ہے کہ اگر آپ صحیح طریق پر اور پورے استقلال سے کوشش کرتے رہیں گے تو اللہ تعالےٰ کی نصرت اور تائید سے بہت جلد خوشکن نتائج برآمد ہو سکیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"اگر ایک آدمی بھی متقی اور صالح کسی مقام پر ہو جو اشاعت حق کے لئے پورا جوش رکھتا ہو تو خدا تعالےٰ ایسی قوت جاذبہ پیدا کر دیتا ہے کہ وہ ایک جماعت بنا ہی لیتا ہے۔ کیونکہ مومن کبھی اکیلا نہیں رہ سکتا۔ یہ نہیں کہ صرف معجزات کے ذریعہ ہی لوگوں پر حجت کی جاتی ہے۔ بلکہ مومن میں اللہ تعالےٰ نے ایک قوت جذب رکھی ہے۔ سعید لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ مومن میں قوت جاذبہ ضرور ہوتی ہے۔"

احباب کرام! آپ اکیلے ہونے کی سٹیج سے آگے بڑھ چکے ہیں اور خدا تعالےٰ کے فضل سے آپ کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں نفوس تک پہونچ چکی ہے۔ پس اگر آپ اشاعت حق کے لئے پورا پورا جوش ظاہر کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ کی قوت جاذبہ اپنے

(باقی صفحہ پر)

قادیان دار الامان میں جماعت احمدیہ کا بہترواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء منعقد ہوگا!

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء کی تاریخیں رکھی گئی ہیں تاکہ دوست کرسمس کی چھٹیوں اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکتوں سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت و عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ جمعہ عیدین اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے موقعہ پر برابر یہ اعلان جلسہ سالانہ تک کر کے زیادہ سے زیادہ احباب جماعت و زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی فوائد اور برکات حاصل کر سکیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ماما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۳ / اکتوبر ۱۹۶۳ء

رحیم و کریم خدا کے حضور

اللہ تعالیٰ کی حکمتیں مخفی در مخفی ہوتی ہیں اور عقل انسانی کے پر پرواز میں ا ن تک رسائی ممکن نہیں ایک کمزور و ناتواں انسان تعطار قدر کے تیز و تند دھاروں کے رحیم و کریم پر ہی مساعی۔ اپنے جذبات اور خواہشات کی کشتی کو چھوڑ دینے پر ہمیشہ مجبور رہا ہے۔ اور مجبور رہے گا۔ لیکن ساحر و بازو کی کار فرمائیوں کے علاوہ بھی ایک چیز ہے۔ جسے دربار خداوندی سے پرواز کے لئے قوت عطا ہوتی ہے۔ اور عرش بریں سے اللہ تعالیٰ کا رحم جوش مار کر اس کے استقبال کے لئے بڑھتا ہے اور اُسے اپنی آغوش میں لے لیتا ہے وہ چیز کیا ہے؟ یہ چیز انسان جب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تمام طاقتوں کو بروئے کار لاکر انہیں بے نتیجہ پاتا ہے۔ جب اس کے تمام مادی حربے کند اور بیکار ہو جاتے ہیں جب اس کے دل و دماغ میں روحانیت اور قنوطیت کی باہمی کشمکش ہوتی ہے۔ تو ایک غیر محسوس اور غیر ارادی جذبہ اس کے روح کی تہ میں سے پھوٹتا ہے۔ اور اس کی التجا بھری نگاہیں فضائے بسیط کی پہنائیوں کو چیرتی ہوئی آسمان کی رفعتوں میں جم جاتی ہیں۔ وہ غیر خدا سے مایوس ہو کر خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچتا ہے۔ تب شان کریمی اپنی آغوش وا کر دیتی ہے۔

اسی چیز کو ہم دعا کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں۔ دعا ہی ایک ایسا حربہ ہے جو روحانیت خلوص اور عجز کی سان پر تیز ہو کر ہماری پریشانیوں کو کاٹ دیتا ہے۔ اور نسیم امید کے جھونکوں کو ہمارے قریب کر دیتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ کو یہ حربہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہے۔ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعا کے متعلق حضور فرماتے ہیں:۔

"دیکھو ایک بچہ بھوک سے بیتاب اور بیقرار ہو کر دودھ کے لئے چلاتا ہے اور چیختا ہے تو ماں کی پستان میں دودھ جوش مار کر آ جاتا ہے۔ حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا۔ لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اس کی چیخیں دودھ کو جذب کر لیتی ہیں یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتی ہیں۔ اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں لیکن جونہی بچہ کی درد ناک چیخ کان میں پہنچی فوراً دودھ اتر آیا ہے جیسے بچہ کی ان چیخوں کو دودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے اور میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیت دعا کی صورت میں آتا ہے میں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے"

(الحکم ۷ / ۱۹۰۱ (۲))

ہمارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کافی عرصہ سے علیل چلے آ رہے ہیں۔ کچھ تو طویل بیماری کا اثر تھا کچھ تقاضائے عمر تھا۔ اور کچھ جماعتی ترقیات کے بارہ میں تفکرات تھے لیکن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی رحلت سے حضور کو جو صدمہ طبعی طور پر پہنچا ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب حضور کی صحت کے بارہ میں الفضل میں جو خبریں آ رہی ہیں وہ ایسی ہیں کہ ان سے سارے جماعت کے اندر فکر اور تشویش کا پیدا ہو جانا لازمی ہے۔ جماعت کو یہ بتانا کہ حضور انور کی خلافت راشدہ میں جماعت نے کس تیزی کے ساتھ ترقی کی منازل طے کی ہیں۔ اور تبلیغی جہاد کے میدان میں اللہ تعالیٰ کی خاص نصرتوں نے حضور کو کس طرح نوازا ہے۔ اور حضور خدائی تائید کے ساتھ متواتر نصف صدی سے کس طرح جماعت کی بہترین قیادت فرما رہے ہیں تحصیل حاصل ہے کیونکہ جماعت کا بچہ بچہ ان کارہائے نمایاں سے واقف ہے۔

حال ہی میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی مبارک تحریک پر ساری جماعت نے جس طرح لبیک کہہ کر دعاؤں پر زور دیا ہے اور جس طرح ہر مخلص احمدی نے عمق قلب سے حضور انور کی صحت کے لئے دعائیں کی ہیں یہ سب مسلم ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یا تو ابھی ہماری دعاؤں کی قبولیت میں کچھ دیر ہے یا پھر ان میں کچھ کمی رہ گئی ہے گو بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ ہم نے بہت دعائیں کی ہیں اور کر رہے ہیں کہتے ہیں تیمور بادشاہ کے زمانہ میں ایک دفعہ باران رحمت اس زمین کے باشندوں سے روٹھ گئی قحط سالی کا دور دورہ ہوا۔ دھرتی کے سینے پر دور دور تک پانی کا نام و نشان نہ ملتا تھا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ زمین کے سوتے بھی خشک ہونے لگے۔ لوگ دعائیں کرتے تھے اور نماز استسقاء بھی پڑھتے تھے لیکن بارش نہ ہوتی تھی۔ ایک دن فرمان شاہی جاری ہوا کہ اگر کل شام تک بارش نہ ہوئی تو فوج کو حکم دیدیا جائے گا کہ تمام رعایا کو تہ تیغ کر دیا جائے!

مطلق العنان بادشاہ کا حکم تھا کون دم مار سکتا تھا ایک خوف ساری رعایا پر مستولی ہو گیا۔ اگلی صبح دور و نزدیک کی آبادیوں کے لوگ اپنے اپنے بیوی بچوں اور مویشیوں سمیت ایک وسیع میدان میں جمع ہو گئے مویشیوں کو دھوپ میں کھلا کر باندھ دیا گیا۔ ماؤں نے بچوں کو سخت تیز دھوپ میں تپتی اور جھلستی ہوئی زمین پر تڑپنے اور بلکنے کے لئے چھوڑ دیا اور ساری رعایا اسی خدا کے سربسجود ہو گئی جو مضطر کی دعا سنتا ہے ایک میدان محشر تھا مویشی زبانیں نکالے ہانپ رہے تھے۔ بچے ایڑیاں رگڑتے ہوئے چیخ چلا رہے تھے۔ اور موت کے خوف سے رعایا کی چیخیں بلند ہو رہی تھیں سجدہ گاہیں تر ہو گئیں اور کہتے ہیں کہ شام سے پہلے بارش ہو گئی۔

ہم نہیں جانتے کہ یہ قصہ درست ہے یا غلط لیکن یہ ضرور جانتے ہیں کہ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعا اپنے اندر عجب اثر رکھتی ہے۔ یوں تو حضور انور جماعت کو اپنی ہدایات سے نوازتے رہتے ہیں لیکن ایک عرصہ سے ہم حضور کے روح پرور ارشادات و خطبات سے محروم ہیں حقائق و معارف کا دریا ایک مقام پر آ کر رک گیا ہے بلاشبہ جماعت کیلئے یہ ایک آزمائش کا وقت ہے۔ ایک طرف ہماری جانوں سے زیادہ پیارا امام بیمار ہے اور دوسری طرف ہمارے مخالف مختلف قسم کے طعنوں کے تیر چلا کر ہمارے سینے چھلنی کر رہے ہیں ان کے تیروں کا جواب تو ہمارے پاس یہی ہے کہ اللّٰھم انا نجعلک فی نحورھم لیکن اس کے ساتھ ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور امید رکھتے ہوئے اس کے آستانے پر جھکے رہیں۔ وہ قادر و توانا خدا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔

قدرتی طور پر سلسلہ جبکہ حضور انور علیل ہیں اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی رحلت سے بھی جماعت کو ایک سخت دھکا لگا ہے۔ ہم ایک شدید پریشانی سے دوچار ہیں لیکن ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہیں ہم نے گزشتہ ستر سال میں قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے دیکھے ہیں۔ ہم نے وہ وقت بھی دیکھا ہے جب ہمارے مخالف دعوی کرتے تھے کہ اب اس جماعت کا نام و نشان تک مٹ جائیگا اور ظاہر بین نظریں واقعی سمجھنے لگ گئی تھیں کہ اگلی صبح احمدیت کیلئے موت کا پیغام ہو گی۔ لیکن ہم چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے امیدوار تھے اور اس کے وعدوں پر یقین رکھتے تھے۔ چنانچہ اس کے فضل نے ان حالات کے گھپ اندھیرے کے وقت ہماری دستگیری کی اور ہمارا خدا دوڑتا ہوا آیا اور ہم کمزوروں کو اس نے سہارا دیا۔

بس ایک رحمان جماعت کے لئے گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ (باقی صفحہ پر)

قمر الانبیاءؒ

از کیپٹن ملک خادم حسین صاحب نیکر لسی ایبیا ربوہ (پاکستان)

آہ رخصت ہو گیا دنیا سے وہ نسلِ جلیل	جس کی فطرت کے گہر تھے بے نظیر و بے عدیل
تشنہ کامانِ محبت کے لئے جس روح نے	شربتِ روحانیت کی کھول رکھی تھی سبیل
وہ بشیر احمد۔ وہ قمر الانبیاء۔ قمر الہدیٰ	جس کی ہستی دین و ایمان کی صداقت کی دلیل
مہر و اخلاص و محبت کا سراپا سر بسر	علم و اخلاق و نکوکاری کا اک نقش جمیل
جو عمل پیرا رہا دین محمد پر مدام	جس کی کوئی بات بھی دل نے نہ پائی بے دلیل
وہ رہے فردوس کے ارفع ترین محراب میں	اس پہ رحمت کی کرے بارش سدا رب جلیل

مجھ سے خادم پر بھی تھی اس کی عنایت بے حساب
میں بھی ہوں اس جانے والے کی نگاہوں کا قتیل

خادم

تحریک دعا

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ قادیان

ہمارے کلکتہ کے دوست محترم میاں محمد عمر و محمد بشیر صاحبان بھاگل ان دنوں اپنے کاروباری سلسلہ میں خاص طور سے پریشان ہیں۔ یہ دوست مرکزی تحریکات میں نمایاں حصہ لینے والے ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ موصوفین کی جملہ مشکلات کے ازالہ اور کاروبار میں برکت کیلئے دعا فرمائیں۔

خطبہ جمعہ

حقیقی مومن بننا چاہتے ہو تو خوف و رجاء کے درمیان زندگی بسر کرو

خوف و رجاء کے اشتراک سے ایک طرف شدید بیداری اور دوسری طرف انتہائی قربانی کی توفیق ملتی ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۵۰ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً و طمعاً و مما رزقنٰھم ینفقون (السجدہ ع ۲)

اس کے بعد فرمایا

ہر شخص کے اندر اس کی

ذمہ واری کے مطابق بیداری

پیدا ہوتی ہے اور اس کی بیداری سے ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسے اپنی ذمہ واری کا کتنا احساس ہے۔ قرآن کریم کے متعدد مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی کامیاب زندگی خوف اور رجاء پر مبنی ہے یعنی اس کے دماغ پر یکساں طور پر خوف اور رجاء کے دونوں پہلو غالب ہوتے ہیں۔ اسے خوف اپنی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے اور امید خدا تعالےٰ کے فضلوں وعدوں اور طاقتوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ وہ ڈرتا ہے کہ اس کی کمزوری اور سستی کہیں اسے تباہ نہ کر دے اور وہ امید رکھتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا فضل اور طاقت اسے ابھار رہے ہیں گے اور ڈوبنے نہیں دیں گے۔ مگر جس طرح ہر چیز کا ... ہوتا ہے اور ہر فعل کا ایک نتیجہ ہوتا ہے اسی طرح

خوف اور رجاء

بھی اپنے ساتھ اثر رکھتے ہیں۔ دنیا میں عادی افعال کے سوا جن کی کوئی حقیقت کوئی بھی قیمت نہیں ہوتی۔ باقی جتنی چیزیں ہیں وہ ساری کی ساری نتیجہ خیز اور اپنے اندر کوئی نہ کوئی اثر رکھتی ہیں۔ عادی افعال یا غیر طبعی عادات ہوتی ہیں یا طبعی افعال ہوتے ہیں۔ اور غیر طبعی اور طبعی افعال جہاں تک ثواب کا تعلق ہے کوئی قیمت نہیں رکھتے ہم سانس لیتے ہیں اور ہمیں اس کا کچھ اثر معلوم نہیں ہوتا۔ دل دھڑکتا ہے اور ہمیں کوئی احساس نہیں ہوتا۔ کان سے ہم سنتے ہیں اور ہم کوئی نئی کیفیت محسوس نہیں کرتے۔ یہ

طبعی افعال

ہیں جن کے بدلہ میں ہم خدا تعالےٰ سے کسی ثواب کے امیدوار نہیں ہو سکتے۔ ہم کوئی حق نہیں رکھتے کہ خدا تعالےٰ سے کہیں کہ ہم نے کان سے سنا ہے ہمیں اس کے بدلہ میں کیا جزاء ملے گی۔ یہ ہمارا دل دھڑکتا ہے اس کا ہمیں کیا ثواب ملے گا۔ ہم سانس لیتے ہیں ہمیں اس کا کیا انعام ملے گا۔ اسی طرح غیر طبعی عادات بھی بیکار ہوتی ہیں۔ مثلاً بعض لوگوں کو اپنے کسی عضو کو ہلانے کی عادت ہوتی ہے۔ کوئی اپنا کندھا ہلاتا ہے اور کوئی آنکھیں مارتا ہے۔ یہ عادتیں یوں ہی پیدا نہیں ہو جاتیں ان کا بھی کچھ نہ کچھ سبب ہوتا ہے لیکن اس کے بیان کرنے کا نہ یہ موقعہ ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ بہرحال بعض لوگ بعض حرکات عادت کے طور پر کرتے ہیں اور ان کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ سے کسی انعام کے امیدوار نہیں ہوتے۔ یہ

غیر طبعی عادتیں

ہوتی ہیں اور جو غیر طبعی عادتیں ہوں ان پر سزا بھی کوئی نہیں اور ان کے بدلہ میں انعام بھی کوئی نہیں۔ ان کے سوا باقی جتنی چیزیں ہوتی ہیں وہ کوئی نہ کوئی اثر انسان پر چھوڑ جاتی ہیں اور اس کے اندر ان کی وجہ سے کوئی نہ کوئی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی افکار کے ہیجان میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے کبھی دل کے جذبات میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور کبھی مادی طور پر اس دنیا میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً کوئی شخص ایسی جگہ پر بیٹھا ہے جہاں کوئی اینٹ اٹھی ہوتی ہے یا کوئی روڑا پڑا ہوتا ہے اور اسے تکلیف محسوس ہوتی ہے تو اس کے مقابل پر وہ اگر کوئی حرکت کرے گا تو وہ حرکت اس کے ساتھ تعلق رکھے گی۔ مثلاً اینٹ اٹھی ہوئی ہے تو وہ اس طرح بیٹھ جائے گا کہ اینٹ کا جو حصہ اُبھرا ہوا ہے وہ اس کے جسم کے اُن حصوں کی طرف ہو جائے یا وہ اس جگہ سے ذرا ہٹ کر بیٹھ جائے گا یا ہاتھ مار کر اس اینٹ یا روڑے کو ہٹا دے گا جس طرح حرکت ہر اد وہ چھوٹی ہو یا بڑی نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ اسی طرح طمع اور خوف بھی انسان کے اندر ایک تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں۔ خوف آئے گا تو انسان کے اندر بیداری پیدا ہوگی۔ مثلاً ایک انسان جنگل میں چل رہا ہوتا ہے اسے خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں شیر یا چیتا یا کوئی اور موذی جانور منہ پھیر رہا ہو تو فوراً ہی اس کے اندر ایک بیداری پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ہوشیار ہو جاتا ہے۔ اس پر

خوف کے آثار

پائے جاتے ہیں۔ وہ سر کھٹکے پر کبھی دائیں اور بائیں اور کبھی پیچھے مڑ کر دیکھے گا اور کبھی آگے تیز نظر دوڑاتے گا۔ اور کبھی کوئی ہلتی ہوئی ٹہنی ہو اس کی طرف جھکے گی تو جو نہ اسے شیر چیتے یا کسی اور موذی جانور کا خیال ہے وہ کود کر آگے چلا جائے گا۔ یا کسی شخص کو یہ خیال ہے کہ دشمن اس کا تعاقب کر رہا ہے تو وہ دوڑتے وقت مڑ مڑ کر اپنے پیچھے دیکھتا جائے گا یا وہ خیال کرتا ہے کہ اس کے قریب کوئی سانپ ہے تو وہ بجائے آسمان کی طرف یا اپنے دائیں اور بائیں دیکھنے کے بار بار اپنے پاؤں کی طرف دیکھے گا۔ غرض خوف اس سے اپنے درجہ کے مطابق حرکت کرائے گا۔ اگر اسے خوف ہے کہ اس کے پیچھے دشمن آ رہا ہے تو وہ مڑ مڑ کر پیچھے دیکھے گا۔ اگر کوئی شیر یا کسی اور موذی جانور کا خوف ہے تو وہ جنگل میں ملتا ہوا چاروں طرف نظر مارتا جائے گا۔ غرض ہر خوف اپنے ساتھ ایک خاص قسم کی حرکت پیدا کرتا ہے۔ یہی امید کا سوال ہے۔ جس ماں کو بچے کے آنے کی خبر ملتی ہے تو وہ رات کا بیشتر وقت بیداری میں کاٹتی ہے۔ ہلکی سی بھی ذرا جنبش ہوتی ہے۔ دروازوں کو جب دھکیل ہوتی ہے اور وہ ہوا سے کھٹ کھٹ کی آواز دیتے ہیں گو ہر بار حملے سارے دروازے اس قسم کی آواز دیتے ہیں۔ مگر یہ ماں جو بچہ کے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہوتی ہے جب دروازے کی آواز کو سنتی ہے تو بے اختیار کہہ اٹھتی ہے اچھا بیٹا آ گئے۔ یہ کہتے ہوئے تیزی سے دروازے پر پہنچتی ہے مگر وہاں کچھ بھی نہیں ہوتا گویا طمع بھی ... کے لحاظ سے ایک خاص قسم کی حرکت پیدا کرتا ہے اور خوف بھی ایک قسم کی حرکت پیدا کرتا ہے پھر امید میں

کئی قسم کی قربانیاں

پیدا کرتی ہیں مثلاً ... کو جب ... پڑنے کا خیال آتا ہے تو یہ خوف والی بات ہے جب کوئی شخص یہ سنے گا کہ ڈاکہ پڑنے والا ہے اور شاید یہ ڈاکہ اس کے گھر ہی پڑے گا تو وہ یہ خبر سن کر یہ نہیں بیٹھا رہے گا بلکہ وہ چوکس ہو جاتا ہے اور سامان جنگ جمع کرتا ہے اور اگر کسی کو یہ امید ہو کہ ابھی اس کے ہاں کوئی مہمان آنے والا ہے تو وہ اس کے لئے کھانا تیار کرتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ مہمان آئے گا تو اسے کھانا دیں گے۔ چائے پلائیں گے مٹھائی اور پھل پیش کریں گے۔ لیکن خوف کے نتیجہ میں جاگیں گے اور ہوشیار ہو جائیں گے یہی مضمون ہے جسے تمہیدی طور پر بیان کیا ہے اس آیت کریمہ میں بیان کیا گیا ہے جو میں نے ابھی پڑھی ہے تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً و طمعاً و مما رزقنٰھم ینفقون

قرآن کریم کا کمال

ہے کہ وہ مضامین کو ایسے نئے نئے اسلوب سے بیان کرتا ہے کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اس آیت کا نقطہ مرکزی خوفاً و طمعاً ہے کہ خدا تعالےٰ سے مومن کا تعلق خوف اور طمع پر مبنی ہوتا ہے اس چیز کی طرف توجہ دلانے کے لئے بعض علامات کی طرف توجہ دلانے کی بھی ضرورت تھی یعنی خوف اور طمع سے کیا کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا یہ طریق بھی تھا کہ ان دونوں کو اکٹھا بیان کرنے کے بعد میں

ان کے نتائج بیان کر دیئے جاتے۔ اور ایک طریق یہ تھا کہ پہلے ایک موجب کی مثال بیان کی ہوتی۔ اور تیسرا طریق یہ تھا کہ موجبات تو اکٹھے رہتے لیکن مثالیں ان موجبات کے ترتیب کو مدنظر رکھ کر بیان کی جاتیں۔ مثلاً ایک طریق یہ تھا کہ خوفاً اور طمعاً کو اکٹھا بیان کرنے کے بعد دونوں کی مثالیں بیان کر دی جاتیں اور ایک طریق یہ تھا کہ خوفاً کہہ کر خوفاً کی مثال بیان کر دی جاتی اور طمعاً کہہ کر طمعاً کی مثال بیان کر دی جاتی اور تیسرا طریق یہ تھا کہ خوفاً اور طمعاً کے بعد ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے طمع کی مثال بیان کی جاتی اور پھر خوف کی مثال بیان کی جاتی۔ قرآن نے ان اسالیب کو متعدد جگہوں پر اختیار کیا ہے۔ لیکن اس جگہ ایک اور اسلوب اختیار کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ موجبات کو اکٹھا بیان کیا ہے مگر ان کے اثرات میں سے خوف کے اثر کو پہلے بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ موجبات میں سے خوف کا لفظ پہلے تھا اور طمع کے اثر کو بعد میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ طمع کا لفظ خوف کے بعد استعمال ہوا تھا۔ اسی طرح موجبات کو اکٹھا بھی کر دیا ہے۔ لیکن ہر موجب کا نتیجہ اس کے ساتھ بیان ہو گیا ہے۔ جو ایک

نہایت لطیف صفت

ہے۔

چنانچہ فرماتا ہے تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً ان کے پہلو اپنے بستروں سے جدا رہتے ہیں اور وہ اپنے رب کو خوف کی وجہ سے پکارتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اے خدا ہمیں خطرہ درپیش ہے۔ تو ہماری مدد فرما۔ اس کے بعد طمعاً آتا ہے اور اس کے بعد اس کے نتیجہ کو بیان کر دیا گیا ہے۔ ومما رزقنٰھم ینفقون یعنی امید کی صورت میں وہ اپنے اموال آئندہ نفع کے خیال سے خرچ کرتے ہیں۔ گویا موجبات تو دونوں اکٹھے ہیں لیکن ان کے اثرات الگ الگ بیان کر دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ جب تمہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا بچہ آ رہا ہے تو تم صرف جاگتے ہی نہیں بلکہ اس کے لئے کھانا بھی تیار کرتے ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ اپنے رب کو طمع کے ساتھ پکارتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں یعنی جس طرح ماں باپ اپنے بچہ کی آمد پر اس کی آمد کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ بھی خرچ کرتے ہیں۔ گویا پہلی حالت کے نتیجہ میں ان کی راتیں بیداری میں کٹتی ہیں اور دوسری حالت کے نتیجہ میں ان کے دن اخراجات میں صرف ہوتے ہیں۔ خوف

شب بیداری

کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور طمع دن کے وقت خرچ کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے زمیندار اپنے قیمتی دانے اس لئے کھیت میں ڈالتا ہے کہ اسے یہ طمع ہوتا ہے کہ دانے اُگیں گے اور غلہ پیدا ہو گا۔ طالب علم دن کو مدرسہ جاتا ہے۔ اس امید پر کہ وہ امتحان میں پاس ہو گا اور اچھی زندگی گذارے گا۔ تاجر دکان پر جاتا ہے۔ ملازم دفتر جاتا ہے اور صناع کارخانہ میں جاتا ہے اس لئے کہ اس کا کوئی اچھا نتیجہ نکلنے کی اسے امید ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ عباد الرحمٰن کی یہ صفت بیان فرماتا ہے کہ تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع۔ ان کے پہلو بستروں سے جدا ہوتے ہیں۔ یدعون ربھم خوفاً وہ اللہ تعالیٰ کو اس خوف کی وجہ سے پکارتے ہیں کہ کہیں شیطان اور ان کے اضلال ڈاکے مار کر ان کے ایمان کو خراب نہ کر دیں۔ وطمعاً مگر ان سے اللہ تعالیٰ کے دو رشتے ہوتے ایک مالک یوم الدین ہونے کا اور ایک رب ہونے کا مالک یوم الدین ہونے کے لحاظ سے ان پر خوف کا پہلو غالب ہوتا ہے اور ربوبیت کے لحاظ سے اس کا رشتہ ماں باپ سے بھی زیادہ محبت اور پیار کا ہوتا ہے ربوبیت کے رشتہ کے لحاظ سے وہ خوب خرچ کرتے ہیں جیسے بیٹا جب اپنی ماں یا باپ کو لکھتا ہے کہ آپ سے ملنے کو جی چاہتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم آ رہے ہیں تو جھٹ ان کے کھانے وغیرہ کے لئے تیاری شروع کر دیتا ہے۔

یہ دونوں چیزیں (یعنی خوف اور طمع) ایسی ہیں جن کے ذریعہ انسان اپنے

ایمان کا جائزہ

لے سکتا ہے۔ ہماری جماعت جو اس بات کی مدعی ہے کہ وہ ایک مامور اور مرسل کی جماعت ہے۔ اس میں دونوں چیزیں پائی جانی ضروری ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہماری جماعت میں یہ دو چیزیں نہیں پائی جاتیں یہ دونوں چیزیں ہماری جماعت میں ہیں۔ مگر بعض نقطوں سے لوگوں میں غلط طور پر پائی جاتی ہیں ہماری جماعت میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جن کے متعلق قرآن کریم آتا ہے کہ تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً وطمعاً ومما رزقنٰھم ینفقون۔ لیکن ابھی آدھی جماعت اس آیت کے ایک حصہ کی مصداق بنی ہوئی ہے اور آدھی جماعت دوسرے حصہ کی مصداق بنی ہوئی ہے آدھی جماعت کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ خوفاً کی مثال ہیں ذرا خوف کی حالت پیدا ہو جائے۔ تو وہ گھبرا جاتے ہیں اور کہنے لگ جاتے ہیں کہ نہ معلوم اب کیا ہو جائے گا۔ اور آدھی جماعت

غلط امید

میں سو رہی ہے وہ سمجھتی ہے کہ اسلام کو پھیلانا اللہ تعالیٰ کا اپنا کام ہے وہ خود کرے گا۔ ہمیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے ایک لطیفہ مشہور ہے ایک شخص جوجا نامی تھے جو عالم بھی تھے۔ اور انہیں مذاق کی عادت بھی تھی وہ کہیں جاتے ہوئے ایک گاؤں میں ٹھہر گئے۔ گاؤں کے لوگوں نے ان سے کہا کہ نماز جمعہ پڑھاؤ انھوں نے انکار کیا مگر لوگوں نے اصرار کیا۔ اور آخر وہ مان گئے مگر ان کا جی نہیں چاہتا تھا جب وہ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو انھوں نے کہا اے لوگو! بتاؤ کیا تمہیں پتہ ہے کہ میں نے آج کیا کہنا ہے۔ سب نے کہا نہیں ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ انہوں نے کہا اگر تمہیں پتہ ہی نہیں کہ میں نے کیا کہنا ہے تو میں تمہیں بتاؤں کیا اور یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے دوسرے جمعہ پر گاؤں والوں نے پھر اصرار کیا کہ وہ نماز جمعہ پڑھائیں اور انہوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اگر اب کے مولوی صاحب پوچھیں کہ کیا جو کچھ میں نے کہنا ہے تمہیں اس کا علم ہے تو سب لوگ کہیں کہ ہاں ہمیں علم ہے۔ جب وہ مولوی صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا اے لوگو بتاؤ کیا تمہیں پتہ ہے کہ میں نے کیا کہنا ہے اس پر سب نے کہا ہاں ہمیں پتہ ہے کہ آپ نے کیا کہنا ہے مولوی صاحب نے کہا اگر تمہیں پتہ ہے کہ میں نے کیا کہنا ہے تو پھر مجھے بتانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ پھر ممبر سے اتر آئے۔ مولوی صاحب کا قیام اس گاؤں میں کچھ لمبا ہو گیا اور تیسرا جمعہ بھی وہیں آ گیا۔ گاؤں والوں نے پھر مشورہ کیا کہ ہم نے ان کا خطبہ ضرور سننا ہے۔ اب کے انہوں نے فیصلہ کر لیا۔ کہ اگر مولوی صاحب یہ پوچھیں کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ میں نے کیا کہنا ہے تو کچھ لوگ کہہ دیں کہ ہاں اور کچھ لوگ کہہ دیں کہ نہیں۔ جب مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ میں نے کیا کہنا ہے تو ایک طرف سے آواز آئی کہ ہاں اور دوسری طرف سے آواز آئی نہیں۔ مولوی صاحب نے کہا جن لوگوں نے ہاں کہا ہے وہ ان کو بتا دیں جنہوں نے نہیں کہا ہے۔ یہ ہے تو ایک لطیفہ مگر اس میں ایک سبق بھی ہے اور میں بھی اپنی جماعت کے اس حصہ سے جو خوف کی مرض میں مبتلا رہتا ہے کہتا ہوں اپنے خوف کا کچھ حصہ امیدوں کی جنت میں بسنے والوں کو دے دو۔ اور جو امیدوں کی جنت میں بسنے والے ہیں ان سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی کچھ امیدیں خوف سے گزرنے والوں کو دے دیں تا دونوں کا ایمان درست ہو جائے۔ قرآن کریم کہتا ہے۔

مومنوں کی علامت

یہ ہے کہ تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً وطمعاً ومما رزقنٰھم ینفقون مومن خوف و طمع کے درمیان زندگی بسر کرتا ہے نہ ڈر سے اس کی جان نکلتی ہے اور نہ امیدوں سے اس کے عمل میں سستی پیدا ہوتی ہے غرض طمع قربانی اور خوف بیداری پیدا کرتا ہے وہ خوف جو طمع کے ساتھ ملا ہو بیداری پیدا کرتا ہے۔ اور وہ خوف جو طمع کے ساتھ نہ ملا ہو بزدلی پیدا کر دیتا ہے جس شخص کے گھر ڈاکہ پڑنے والا ہو اور اسے یہ امید ہو کہ وہ ڈاکوؤں کو شکست دے دے گا۔ وہ بیدار ہوتا ہے۔ ہوشیار ہوتا ہے اور سامان جنگ جمع کرتا ہے۔ گھر چھوڑ کر بھاگ نہیں جایا کرتا لیکن جس کو طمع نہیں ہوتا وہ گھر چھوڑ کر بھاگ جایا کرتا ہے اور بزدلی دکھاتا ہے اسی طرح جس میں طمع ہوتا ہے مگر ساتھ خوف بھی وہ قربانی کرتا ہے اور اور جس کی طمع کے ساتھ خوف نہیں ہوتا وہ سست ہو جاتا ہے اور اپنا کام دوسروں کے حوالہ کر دیتا ہے۔ غرض خوف و طمع اگر دونوں اکٹھے ہوں گے تو ایک طرف شدید بیداری ہوگی اور دوسری طرف انتہائی قربانی ہوگی۔ جس شخص کو یہ امید ہو کہ مجھے ایک کے بدلہ میں دس ملیں گے وہ ایک کے خرچ کرنے میں دریغ نہیں کرے گا۔ وہ تو کہے گا چلو اسے پھینکو اس کے بدلے میں دس ملیں گے۔ پس امید کے ساتھ قربانی اور خوف کے ساتھ لازمی بیداری پیدا ہوتی ہے۔

(الفضل مورخہ ۲۵ $\frac{9}{62}$)

زکوٰۃ

ایک ایسا فریضہ ہے جس کا ادا نہ کرنے والا ویسا ہی سزاوار ہے جس طرح ایک تارک الصلوٰۃ اور اس کا ادا کرنے والا ایسا ہی ثواب کا مستحق ہے جس طرح ایک نماز کا قائم کرنے والا۔ اسلئے ہر صاحب اس کے ادا کرنے کی سعی فرما کر ثواب حاصل کریں۔

مختصر روئداد مناظرہ مابین مولانا محمد سلیم صاحب فاضل احمدی

(و)

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سونگھڑوی دیوبندی بمقام کلکتہ

مؤرخہ ۷ر جولائی ۱۹۶۳ء

مرتبہ محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ۔ مقیم کلکتہ

دسمبر ۱۹۶۲ء میں ایک جنیوٹی دوست بنام عبدالمجید صاحب بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے تھے۔ ازاں بعد تبلیغ لگاتار جاری رہی۔ اسی اثناء میں مجھے لاہور اور ربوہ وغیرہ جانا پڑا۔ واپسی پر جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے قادیان میں مقیم تھا کہ سخت بیمار ہو گیا۔ حتیٰ کہ جلسہ پر تقریر بھی نہ کر سکا۔ بلکہ واپسی کلکتہ کا ٹکٹ بھی بدلوا لیا کیونکہ ڈاکٹر نے اس بیماری کی حالت میں سفر سے روک دیا تھا۔ آخر جب طبیعت ذرا سنبھلی ادھر میں سفر کے کچھ قابل ہوا تو ۲۴ر دسمبر کو قادیان سے روانگی عمل میں آئی اور ۲۶ر تاریخ کو ہمارا قافلہ بخیر و عافیت کلکتہ پہنچ گیا۔

اسی روز شام کو کچھ احمدی احباب میرے پاس تشریف لائے اور بیمار پرسی کے بعد کہا کہ اگرچہ میرے غیاب میں بھی یہاں کلکتہ میں تبلیغ احمدیت کا کام جاری رہا ہے تاہم اب بہت زیادہ زور شور سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن چونکہ آپ کی طبیعت ناساز ہے۔ کمزوری بہت ہے اس لئے آپ امداد کے لئے کوئی نام تجویز کریں ہم قادیان سے خط و کتابت کر کے ان صاحب کو آپ کی مدد کے لئے یہاں بلا لیتے ہیں۔

میں نے جواب دیا کہ میں کوئی نام تجویز نہیں کر سکتا۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے توکل پر خود ہی یہ کام کروں گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مدد فرماتے گا انشاء اللہ۔ چنانچہ دوسرے ہی روز یعنی ۲۷ر دسمبر سے بڑی ہنگامہ خیز تبلیغ شروع ہو گئی۔ اور خاکسار مسلسل اور ملازمہ روزانہ چار چار اور پانچ پانچ گھنٹے بولتا رہا۔ بے شمار لوگ ہماری باتیں سنتے، اعتراض کرتے، سوال پوچھتے اور جواب لیتے تھے۔ غیر احمدی پنجابیوں اور یوپی والوں میں ایک ہنگامہ مچا ہوا تھا وہ مختلف مولویوں کو بلاتے رہے ان کی تقریریں سنتے رہے۔ مگر چونکہ ان کو اطمینان نہ ہوا کہ یہ مولوی احمدیت کے دلائل کا مقابلہ کر سکیں گے اس لئے کسی کو ہمارے مقابلہ میں پیش نہ کر سکے۔

آخر مورخہ ۲۴ ۔ ۶ کو ایک نوجوان اور ہونہار کاروباری جنیوٹی بنام ادریس صاحب نے بیعت کر لی۔ بلکہ نامبردہ عبدالمجید صاحب کی بیوی اور ۔۔ نوجوان لڑکے بھی بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ نیز ایک ادھیڑ عمر بیوپاری بنام تبارک علی صاحب بھی احمدی ہو گئے۔ اس پر جنیوٹی برادری میں بڑی ہلچل مچی۔ وہ بڑے تلملائے اور پورے جوش میں آ کر احمدیت کے خلاف مقابلہ کے لئے ہر طریق اختیار کرنے پر اُتر آئے۔

اسی اثناء میں مولوی اسمٰعیل صاحب سونگھڑوی بھی آ پہنچے کہ "ہم بھی ہیں پانچوں سواروں میں"۔ اور یہاں شیعوں کے مرکزی مکان المعروف "گول کوٹھی" میں لیکچر بھی دیئے گئے۔ کہ احمدی لوگ نعا تے نبوت ثابت کرنے کے لئے موضوع حدیثیں پیش کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ کہا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ "لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً۔ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی ہوتا۔ یہ حدیث ساقط الاعتبار اور موضوع ہے اور امام ملا علی قاریؒ نے اپنی کتاب "موضوعات کبیر" میں اسے موضوع قرار دیا ہے۔

یہی لیل و نہار تھے کہ ایک معزز شخص جو سورتی برادری سے تعلق رکھتے ہیں اور سُنی مسلمان ہیں۔ اور یہاں کئی مسلم اداروں میں با اثر پوزیشن رکھتے ہیں۔ اور عبدالمجید صاحب مذکور کے گھر سے واقف ہیں انہوں نے عبدالمجید صاحب سے کہا کہ وہ کیوں احمدی ہو گئے ہیں؟ اگر وہ ان کے مکان پر آئیں تو وہ انہیں سمجھانے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ عبدالمجید صاحب مع ادریس صاحب مذکور ان کے ہاں چلے گئے۔ ان سورتی صاحب نے جن کو اپنے اثر و رسوخ اور دلائل پر ناز تھا۔ دونوں کو جو جی میں آیا کہا سنا۔ سمجھایا بجھایا۔ مگر ان دونوں نے نو احمدی ہونے کے باوجود ان کی کوئی پیش نہ جانے دی۔ آخر طے ہوا کہ کسی دن پھر یہ لوگ مل بیٹھیں۔

اب یوں ہوا کہ دوسری مرتبہ ہمارے دونوں نو احمدی بھائی عبدالمجید اور ادریس صاحبان ایک پرانے جنیوٹی احمدی میاں محمد عمر صاحب کو جو بفضلہ تعالیٰ احمدیہ دلائل سے خوب واقف ہیں اپنے ساتھ لے گئے۔ اب کی مرتبہ بھی وہی سورتی صاحب ہی بولتے رہے۔ البتہ آخری وقت میں میاں محمد عمر صاحب نے جو مدلل گفتگو کی تو ان سورتی صاحب کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور وہ کہنے لگے کہ دراصل آپ مجھ سے بہت زیادہ جانتے ہیں۔ اس لئے آئندہ اتوار کو پھر مجلس ہوگی اور میں کسی مولوی کو بھی بلاؤں گا۔ اس پر میاں محمد عمر صاحب نے کہا کہ یہ تو بڑی اچھی بات ہے اور پھر ہم بھی اپنے مولوی صاحب کو لے آئیں گے۔

یہ اتوار ۳۰ر جون کو پڑتا تھا اور چونکہ ہمیں کہہ دیا گیا تھا اسلئے ہم بھی تیار تھے۔ مگر ایک روز قبل سورتی صاحب کی طرف سے عمر صاحب کو فون آ گیا کہ اس اتوار کو مجلس نہ ہوگی۔ اور کوئی عذر کر کے کہہ دیا گیا کہ آئندہ پھر اطلاع دی جائے گی (ہم پر یہ اثر ہے کہ چونکہ انہیں کوئی مولوی نہ مل سکا اس لئے مجلس کا التوا عمل میں لایا گیا)

اس کے بعد مورخہ ۶ ۔ ۶۳ ۔ ۹ کو عصر شام کے وقت جبکہ راقم الحروف عمر صاحب کی عیادت کے لئے ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا (کیونکہ وہ کئی روز سے بیمار تھے) تو سورتی صاحب کی طرف سے عمر صاحب کو فون آیا کہ کل مورخہ ۷ر جولائی بروز اتوار تین بجے بعد دوپہر مجلس برپا ہوگی۔ جس سے آپ نے اتفاق کر لیا۔

دوسرے دن ٹھیک تین بجے بعد دوپہر ناچیز راقم، عزیز محمد حلیم سلمہ اللہ، محمد عمر صاحب، عبدالمجید صاحب، ادریس صاحب، منشی شمس الدین صاحب، شفیق صاحب سہگل اور محمد حسین صاحب احمدیان سورتی صاحب کے ہاں پہنچ گئے۔ ابھی ہم لوگ مکان کے دروازے پر ہی تھے کہ ہم نے دیکھا دور سے مولوی اسمٰعیل صاحب سونگھڑوی اور مولانا قریش صاحب (آپ کلکتہ ہی میں رہتے ہیں) بھی آ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ اور بھی کئی غیر احمدی تھے۔ مزید برآں تقریباً آدھی گفتگو ختم ہونے کے بعد ایک اور پرانے احمدی میاں محمد بشیر صاحب سہگل بھی آ گئے۔ اب ہماری تعداد نو ہو گئی ہم احمدیوں کے علاوہ اس مجلس میں ۲۲ غیر احمدی موجود تھے۔ ان میں صرف دو پنجابی جنیوٹی تھے۔ اور باقی سورتی برادری کے لوگ تھے۔

جب مجلس جم گئی تو سورتی صاحب نے فرمایا کہ گذشتہ مرتبہ مسئلہ نبوت کے بارہ میں ان کی گفتگو ہوئی تھی اور اسی مسئلہ پر وہ آج علماء کی بات چیت سننا چاہتے ہیں۔ وقت کی کوئی تعیین نہیں دونوں عالم باری باری اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں بلکہ مجھ سے استدعا کی کہ میں گفتگو کا آغاز کروں۔

چنانچہ میں نے بغیر تمہید مزید کے یہ شروع کیا کہ سورہ حدید ع ۲ میں جب ماضی کا ذکر اور تشبیہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے وہاں فرمایا والذین اٰمنوا باللہ ورسلہٖ اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر وہ صدیق اور شہید ہیں اور چونکہ صالح ان دونوں سے کمتر مرتبہ ہے وہ خود بخود اس کے اندر آ گیا گویا پہلے نبیوں اور رسولوں پر ایمان لانے سے انسان صدیق، شہید اور صالح بنتا تھا۔ لیکن سورۃ نساء رکوع ۹ میں فرمایا من یطع اللہ والرسول کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ انعام یافتہ گروہ میں شامل ہوگا یعنی نبیوں میں، صدیقوں میں اور صالحین میں۔ یعنی پہلے لوگوں کے مقابلہ میں ایک درجہ زیادہ پائے گا اور وہ درجہ، درجۂ نبوت ہے۔

پھر سورہ آل عمران ع ۹ والی آیت "میثاق النبیین" پیش کی جس میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے وعدہ لیا کہ بعد میں آنے والے نبی پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا فرض ہے اور سورہ احزاب میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عہد نبیوں سے لیا تھا وہی عہد حضرت رسول کریم صلعم سے بھی لیا چنانچہ شاہ عبدالقادر صاحب نے موضح القرآن میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ مضمون تحریر فرمایا ہے۔ پس اگر رسول کریم صلعم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں تھا تو آپ کے تمام نبیوں والا عہد کیوں لیا گیا۔

مزید برآں سورہ اعراف رکوع ۴ کی آیت پیش کی جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو توجہ دلائی ہے کہ رسول آتے رہیں گے ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔

علاوہ ازیں سورہ آل عمران رکوع ۱۸ والی آیت بھی پیش کی کہ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلعم کی بعثت کے بعد آپ پر ایمان لانے والوں کو پھر توجہ دلاتا ہے کہ جب جب خبیث اور طیب مل جل جائیں گے تو ان کو الگ الگ کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ رسول بھیجے گا۔ تا ان پر ایمان لانے والے طیب اور ان کا انکار کرنے والے خبیث جدا جدا ہو جائیں۔

پھر سورہ فاتحہ کی آیت اھدنا الصراط

المستقیم پیش کر کے بتلایا کہ رحمت اور لعنت دونوں کے دروازے کھلے ہیں نہ تو انعمت علیہم کی لڑی بند ہوئی ہے اور نہ ہی مغضوب اور ضالین کی آمد کا دروازہ بند ہوا ہے۔

درود شریف پیش کر کے بتلایا کہ اگر امت محمدیہ کو وہ تمام برکات نہیں مل سکتیں جو امت ابراہیم کو میسر تھیں تو درود ایک مضحکہ بن جائے گا۔

ابن ماجہ کی یہ حدیث بھی بڑے زور سے پیش کی کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر فرمایا تھا کہ اگر وہ زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی ہوتا۔ اور مولوی اسمٰعیل کو للکارا کہ آپ ایک مرتبہ یہاں گولی کوٹھی میں تقریر کرتے ہوئے کہہ گئے تھے کہ یہ موضوع حدیث ہے اور کہ امام ملا علی قاری نے اپنی کتاب موضوعات کبیر میں اس کو موضوع کہہ کر پیش کیا ہے لیکن آپ یہ امام ختم ہے تو آج میرے سامنے کہئے کہ یہ موضوع ہے۔ اور پھر دیکھئے کہ میں آپ کی کیسی خبر لیتا ہوں۔ مگر آپ نے ایسا کہنے کی جرأت نہ کی۔

میں نے زور دیا کہ امام ملا علی قاری نے خاتم النبیین کے یہ معنے کئے ہیں کہ آپ کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی ملت کو منسوخ کرے اور آپ کا امتی نہ ہو۔

نیز بتلایا کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ نیز اور بزرگان امت کے اسماء گرامی بھی بار بار پیش کئے جو خاتم النبیین کے معنوں میں ہمارے ہمنوا ہیں۔

اس مختصر بیان کے بعد بقیہ روئداد قولہٗ و اقول کی طرز پر تلخیصاً کی جاتی ہے تا ہمارے دلائل کے مقابلہ میں مولوی اسمٰعیل صاحب کی بے بضاعتی کا اندازہ ہو سکے۔

قولہٗ۔ ہر چیز کی ابتداء اور انتہا ہوتی ہے۔ لہٰذا نبوت کا آغاز اور انجام بھی ضروری ہے۔ اور اسی سے ہم استدلال کرتے ہیں کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔

اقول۔ اگر آپ کو ایسا ہی فکر ہے نبوت کے انجام اور اختتام کا، تو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم یعنی جب تک لوگ خود نہ بدل جائیں اللہ ان کے انعام کو نہیں بدلا کرتا۔ چنانچہ سورہ بقرہ رکوع ۱۵ میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیمؑ کا امتحان لیا اور وہ سو فیصدی کامیاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تجھے دنیا کا امام بناتا ہوں یہ سنکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی و من ذریتی اے اللہ میری اولاد کو بھی تو یہ انعام ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ لا ینال عہدی الظالمین یعنی تیری امت اور اولاد میں سے جو ظالم ہوں گے ان کو میرا عہد نہیں پہنچے گا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ کھلتا ہے تو پھر لوگ خود اپنی نالائقی سے بند کر لیا کرتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم اسے بند نہیں کرتا ہے۔ جب امت محمدیہ میں سب نااہل اور نالائق ہو جائیں گے، معاذ اللہ تو پھر یہ انعام نبوت بھی خود بخود بند ہو جائے گا۔ اور آپ جو بندش نبوت کا ڈھنڈورہ پیٹتے نہیں تھکتے تو سیدھی طرح تمام امت محمدیہ کو نااہل اور نالائق کیوں نہیں کہہ دیتے۔ ہم فوراً مان لیں گے کہ واقعی ایسے ناخلف نعمت نبوت کے وارث نہیں ہو سکتے۔

قولہٗ۔ مرزا صاحب نے کہا ہے

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

اقول۔ حضور علیہ السلام نے صرف نبوت ہی کو نہیں بلکہ ہر کمال کو رسول کریم صلعم پر ختم مانا ہے فرمایا

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

یعنی ہر خوبی رسول کریم صلعم پر ختم ہو گئی ہے لہٰذا ہمارا ایمان ہے کہ نبوت بھی آپ پر ختم ہو گئی یعنی آپ ہر کمال میں لاثانی اور بلاثانی نبی ہیں۔ ورنہ ماننا پڑے گا کہ حضور صلعم کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی اور صاحب کمال۔ اور یہ خیال بدیہی البطلان ہے۔

قولہٗ۔ آپ لوگوں کے بیانات اور تقریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت ہمیشہ جاری رہے گی تو پھر مرزا صاحب کے بعد آپ نبوت کو کیوں جاری نہیں مانتے؟

اقول:۔ آپ کو تو ہمارے عقائد و خیالات سے واقفیت کا بڑا دعویٰ ہے پھر ایسی کچی بات آپ نے کہاں کہی؟ آپ نے کس سے سن لیا ہے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہم تو یہ مانتے ہیں کہ جب تک وہ برائیاں دنیا میں جنم لیتی رہیں گی جن کو دور کرنے کے لئے نبی آیا کرتے تھے تب تک نبیوں کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔

قولہٗ:۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھے آپ لوگوں کا یہ عقیدہ قبل ازیں معلوم نہ تھا اس کی روشنی میں میرا اعتراض قدرتی طور پر خود بخود دور ہو گیا ہے۔

اقول۔ آئندہ احتیاط سے کام لیں

قولہٗ۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا

اقول۔ اس کی دوسری روایت کیوں نہیں پڑھتے جو یہ ہے لو لم ابعث لبعثت یا عمر۔ اگر میں نبی بنا کر نہ بھیجا جاتا تو اے عمر تو نبی بنا کر بھیجا جاتا یہ روایت پہلی روایت کی تشریح ہے جو آپ کے منصوبے کی تردید کرتی ہے۔

قولہٗ۔ مرزا صاحب نے اپنے تئیں "خاتم الاولاد" کہا ہے یعنی آخری بچہ۔

اقول۔ یہ بات حضور نے اپنی اردو عبارت میں درج فرمائی ہے اور اردو میں اس کے معنی آخری ہم کو بھی مسلم ہیں۔ مگر قرآن کریم تو عربی زبان میں نازل ہوا ہے کئی لفظ ایسے ہیں جو اردو میں استعمال ہوں تو اور معنے دیتے ہیں۔ جیسے مکر کا لفظ ہے۔ اردو میں دھوکہ اور فریب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن عربی میں حسن تدبیر کے معنی دیتا ہے جیسے فرمایا مکروا و مکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین یعنی اللہ تعالیٰ مکر کرتا ہے۔

قولہٗ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رسول اللہ کو سراج منیر کہا ہے یعنی روشنی دینے والا سورج۔ تو پھر آپ کے بعد کسی نبی کی کیا ضرورت ہے۔ سورج کی موجودگی میں بلب کون جلاتا ہے؟

اقول۔ تب تو آپ کے عیسیٰ اور مہدی کی بھی کوئی ضرورت نہیں اور پھر آپ اور آپ جیسے مولوی تو بلب بھی نہیں پھر آپ لوگوں کے ٹمٹمانے کی کیا ضرورت ہے؟

قولہٗ۔ میرے پاس ایک سو آیتیں ایسی ہیں جن سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اقول۔ تو انہیں پیش کیوں نہیں کرتے کیا گھر جا کے پیش کرنے کا ارادہ ہے؟ (جب ہماری طرف سے بار بار مطالبہ کیا گیا تو آپ نے بمشکل یہ آیت پیش کی)

قولہٗ۔ سورہ بقرہ کے پہلے رکوع میں لکھا ہے کہ مومن اس پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ پر نازل ہوا۔ اور اس پر جو تجھ سے پہلے نازل ہوا۔ وبالآخرۃ ہم یوقنون اور وہ قیامت پر یقین رکھتے ہیں یہاں صرف موجودہ اور پہلی نبوت کا ذکر ہے آنے والی نبوت کا نہیں۔

اقول۔ گویا یہ ہیں آپ کی سو آیتیں۔ مگر اس سے تو رسول اللہ صلعم کے بعد بھی نبوت کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ یعنی تینوں زمانوں کا ذکر کر کے فرمایا کہ وہ تیری نبوت و رسالت پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ جو زمانہ حال کی چیز ہے اور پہلی نبوتوں اور رسالتوں پر بھی ایمان لاتے ہیں جو زمانہ ماضی میں برپا ہو چکی۔ اور بعد میں آنے والی پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ آخرۃ کے معنی ہیں بعد میں آنے والی۔ لہٰذا سیاق کلام سے ظاہر ہے کہ وہ بھی نبوت اور رسالت ہی ہے۔

قولہٗ۔ مرزا صاحب نے رسول اللہ صلعم کو گالیاں دی ہیں۔

اقول۔ آ گئے نا اپنی اوقات پر۔ مضمون اجرائے نبوت کا اور رونا یہ کہ مرزا صاحب نے رسول اللہ صلعم کو گالیاں دی ہیں۔ مگر یہاں کسی کو اشتعال نہیں آئے گا۔ انشاء اللہ۔ (اس موقعہ پر راقم الحروف نے بارگاہ رسالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدت مندانہ کلام پڑھ کر سنایا جس سے سماں بندھ گیا)

قولہٗ۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مرزا صاحب نے رسول اللہ صلعم کی بہت تعریف کی ہے مگر گالیاں بھی دی ہیں چنانچہ اعجاز احمدی میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کے لئے چاند کا صرف ایک نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج کے نشان ظاہر ہوئے اور رسول اللہ صلعم کو کچھ فصاحت کا معجزہ دیا گیا تھا مگر مجھے فصاحت و بلاغت کا ایسا معجزہ دیا گیا ہے جو سب پر غالب ہے۔

اقول۔ اعجاز احمدی میں اپنے لئے سورج اور چاند کے دو نشان ظاہر ہونے کا تذکرہ تو در اصل رسول اللہ صلعم ہی کی عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کا اعلان ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے چاند اور سورج کے دو نشان ظاہر ہوں گے اور یہ صریح غلط بیانی اور حق پوشی ہے کہ یہ کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو کچھ فصاحت کا معجزہ دیا گیا تھا۔ کچھ فصاحت کہتے وقت مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے ہاتھ کی ہتھیلی سے ایکٹنگ بھی کرتے تھے۔ اور "کٹوری سی بنا کر" "کچھ" کی حقیر مقدار بھی ظاہر کرتے تھے۔ حالانکہ اصل الفاظ ہیں:۔

وکان کلام معجز آیۃ لہ
کذالک لی قول علی الکل یبہر

(اور معجزات نبوی میں سے معجزانہ کلام آپ کا نشان تھا
اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے واعجاز المسیح)

یعنی رسول اللہ صلعم کے معجزات میں سے ایک معجزانہ کلام بھی تھا۔ کہاں لکھا ہے کہ "کچھ" فصاحت "کا معجزہ آپ کو دیا گیا تھا اور یہ شبہ نہیں ہونا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے کلام کو گویا قرآن پاک کے مقابلہ میں پیش کیا ہے حاشا وکلا، کیونکہ حضور نے اپنی کتاب لجۃ النور میں صاف لکھا ہے کہ:۔

کلما تلئلئ من کمال
بلاغتی فی البیان فہو
بعد کتاب اللّٰہ القرآن

یعنی میں نے جو دعویٰ کیا ہے کہ مجھے فصیح و بلیغ کلام بخشا گیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم کے بعد ہے نہ کہ اس کے مقابلہ میں۔

یہ ہے کسی قدر تفصیل روئداد اس گفتگو کی یہ ایک مہذب مجلس میں خاکسار اور مولوی اسمٰعیل صاحب کے درمیان ہوئی

(باقی صـ پر)

ہمارے محبوب حضرت میاں صاحبؓ

وہ نہ آئیں گے یاد چلی آئے گی

از مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

۱۲ر ستمبر کے دن کو کیا کہیں۔ یہی دن دنیا کو جنگِ عظیم ثانی کے دوزخ میں جھونکنے والا تھا۔ کہ جس میں نہ صرف اربوں ارب روپے کی املاک اور لاکھوں کھہا انسان صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹ گئے بلکہ اس کے زخم خوردہ ممالک میں سے کئی ابھی تک سنبھل بھی نہیں سکے اور کئی عظیم مملکتیں صفِ اوّل سے صفِ دوم کی طاقتوں میں شمار ہونے لگیں اور اسی دنیا کی تاریخ کا نیا دور شروع ہوا کہ جس دور میں اسیروں کی رستگاری شروع ہوئی۔ درجنوں ممالک نے غلامی کے طوق اتار پھینکے اور اپنے ممالک کو آزاد اقوام کی صف میں کھڑا کر دیا۔ اسی دور میں انسان نے اتنی ترقی پر بھی قدم رکھا کہ ہوائی جہاز کے بعد راکٹ سے متعارف ہوا۔ اور پھر راکٹ کا سوار بنا۔ ہاں ہاں اسی زمانہ میں اوپر تو چاند پر جانے کی منظم تیاری کی جا رہی ہے اور نیچے یخ بستہ سمندر کے نیچے ایٹمی آبدوز میں ابن آدم کئی روز تک سفر کر چکا ہے اور دوسری طرف مذہبی اور روحانی لحاظ سے اسی انسان کا ہر قدم روبہ تنزل ہے ہر مذہب کے پیرو آزاد خیالی کے نوش آئند تصور میں ایسے رنگ میں گھر رہے ہیں کہ مذہب کو بجا اخلاق کو خیر باد کہہ رہے ہیں۔ اور ایسی نئی تہذیب و معاشرہ کو اپنا رہے ہیں کہ جو مذہب و روحانیت کی عین ضد ہے۔ یعنی انسان مادی ترقی کے ساتھ مذہبی و روحانی تنزل کے جادہ پر تیزی سے چل رہا ہے۔

یہی ۱۲ر ستمبر ۱۹۶۳ء اب جو آیا تو درویشانِ قادیان کے لئے ہی نہیں بلکہ ساری جماعت کے لئے ایک زلزلہ کی صورت میں۔ دن چڑھتے ہی معلوم ہوا کہ تار آیا ہے کہ ہمارے محسن حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ جو کئی ہفتوں سے علیل اور اب لاہور میں زیرِ علاج تھے کا ٹمپریچر ۱۰۱ درجے تک چلا گیا گو اب بخار کنٹرول میں ہے۔ لیکن حالت تشویشناک ہے۔ اسی وقت جملہ اہالیانِ قادیان دعاؤں میں لگ گئے۔ اجتماعی دعا گیارہ بجے مسجد اقصیٰ میں ہوئی اور صدقہ بھی۔ اہالیانِ قادیان کو گھبراہٹ زیادہ اس سے تھی کہ جس دن حضرت میاں صاحبؓ کا خط آیا تھا جس میں یہ لکھا تھا کہ مگر درد بہت ہے ... کا سامان ہے۔ اور وقت مقدر آچکا ہے دعا کریں لیکن ۱۲ر ستمبر کی صبح کی آمدہ تار نے مزید متوحش کیا۔ دن مجبورِ دعا میں گذرا۔ رات ابھی گذری نہ تھی کہ محلہ احمدیہ میں یہ اطلاع پہنچ گئی کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار و نیک بندے، اسلام اور آنحضرتؐ کے شیدائی، مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی فرزند قمر الانبیاء، ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بھائی اور دستِ راست، درویشوں کے محسن، شفیق غمگسار و مہربان باپ، نگران بورڈ کے صدر محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سلمہ اللہ اور ان کے بھائی بہنوں کے والد ماجد اور باقی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صاحبزادگان و صاحبزادیوں کے پیارے چچا جان، ساری جماعت احمدیہ کے محبوب بزرگ، سلسلہ کے ممتاز عالم و مؤرخ و مزکی و مبلغ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اپنے پیارے خالق و مالکِ حقیقی خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بھلا ہو چوہدری رادھا کرشن صاحب ڈی۔ ایس۔ پی بٹالہ کا کہ جنہوں نے ٹیلیفون پر اطلاع ملنے پر تکلیف فرما کر رات ہی رات ہمیں اطلاع بھجوا دی۔ اطلاع کیا تھی ایک بجلی تھی۔ دل کو یقین نہ آتا تھا۔ لیکن اطلاع نے اٹھنے کے قابل نہ چھوڑا۔

کیا واقعی ہمارے اچھے حضرت میاں صاحبؓ کا انتقال ہو چکا ہے؟ کیا اب ہم انہیں مل نہ سکیں گے؟ کیا وہ پیارا اور محبوب وجود ہمیشہ کے لئے جا چکا؟ کیا اب ہم اپنے دل کے دکھ درد انہیں سنا نہ سکیں گے؟ کیا البشریٰ کوٹھی اب حضرت میاں صاحبؓ سے خالی ہو گئی ہے؟ کیا اب درویش اور جماعت احمدیہ اس مہربان و شفیق و غمگسار خدا رسیدہ بزرگ کی زیارت اور ان کی برکتوں سے محروم ہو گئی ہے۔ اور کیا —

چھپ گیا وہ چاند اب زیرِ زمیں

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی المناک رحلت

از مکرم فیروز الدین صاحب فیروز مغلپورہ لاہور

دستِ بازو تھا جو خلافت کا
آہ شہرہ ہے اُسکی رحلت کا

گر گیا آج ایک سنگین پُل
بحرِ دنیا و دیں کی عظمت کا

چھُپ گیا آج جگ سے ماہِ کمال
حُسن و احسان اور مروت کا

جسکی آمد کا تھا مسیحؑ بشیر
جو مبشّر تھا وحیِ رحمت کا

بیوگان و یتامیٰ کا حامی
تھا سہارا وہ عُسر و غربت کا

وا حسرتا میاں بشیر احمدؓ
پی گیا آج جام رحلت کا

دینِ احمدؐ کو کر گیا روشن
تھا قمر وہ اِک ہدایت کا

احمدیت کا وہ نقیب و نصیر
رہنما تھا رہِ ہدایت کا

ہاتھ وہ دائیاں تھا وہ خلافت کا
قلب و روح و جگر جماعت کا

ان کی خدمت سے پھیلا دُنیا میں
کام تبلیغ اور اشاعت کا

اپنے بچپن سے تا دمِ پیری
ایک سودا تھا دیں کی خدمت کا

گوشِ فیروز میں ندا آئی
سوچنے بیٹھا جو سال رحلت کا

بولا ہاتف کہ لایا ہے تشریف
معتمد کُل امیر جنت کا

۱۳۸۳ھ

دار المسیح کی طرف گیا... ہاں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ جو وہ اپنے مقام خاندان کے لحاظ سے ہم سب ہی سے حضرت قمر الانبیاء کے سب سے قریبی ہیں شاید وہ ہی اس بارے میں کچھ تسلی کی اطلاع دے سکیں۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ موصوف مسجد مبارک میں ہیں۔ اسی گھبراہٹ و پریشانی میں وہاں گیا۔ دیکھا کہ موصوف شاہ نشین پر بیٹھے ہیں۔ اور اسی خبر کی تصدیق فرما رہے ہیں۔ دل بیٹھ گیا لیکن تسلیت ہوئی کہ خدا تو جو ارحم الراحمین ہے اور حی و قیوم بھی۔ وہ موجود ہے۔ اسی نے ہی اپنے اس مقرب و مردِ مومن کو پیدا کیا تھا کہ جس سے برکت کی نہر جاری تھی اور جو ہمیں بھی سیراب کرتی تھی۔ وہ ہمیں کسی اور نہر سے سیراب نہیں کر سکتا؟ اپنے فضل و کرم سے ہمیں بھی نیکی کی توفیق دے کر اپنی رضا کی راہ پر چلا کر مقرب بنا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت ام المومنینؓ کے الفاظ میں دعا کی کہ

اے اللہ وہ تو ہمیں چھوڑ گئے
پر تو ہمیں نہ چھوڑیو۔ آمین۔

گو ہمارے دل یہی کہہ رہے تھے کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ

ہر نیا تار دن جدائی کا

نمازِ فجر ادا کی۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے صبر کی تلقین و تاکید کی۔ کچھ خوش قسمت پیارے ہمارے وہ درویش بھائی کہ جن کے پاسپورٹ درست تھے جنازہ میں خصوصیت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے اسی وقت عازمِ ربوہ ہو گئے۔ تاکہ اپنے مہربان حضرت میاں صاحبؓ کی آخری زیارت سے مشرف ہو سکیں اور باقی ہم سب مجبورین نے اشکبار آنکھوں سے ان کو رخصت کیا اور مرحوم کو اپنی طرف سے سلام پہنچانے کا کہا۔ یا اللہ پاک یہ تیری قدرت کو یہی منظور تھا کہ ایسے وقت آئے بھی جلد اور آئے بھی اس حالت میں کہ ہم آخری زیارت بھی نہ کر سکیں کہ

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا

کیا حال تھا ربوہ کا۔ معلوم ہوا اخبار سے اور بتایا بتانے والوں نے کہ ۲/۳ ستمبر کی درمیانی شب کو ربوہ سکا ہالیان نہیں سوئے اور خبر سنتے ہی کوٹھی "البشریٰ" پہنچے اور پھر بس سٹینڈ پر۔ گھنٹوں انتظار کے بعد قافلہ آیا۔ کرسی پر سے ایک ایمبولینس کار میں مبارک نعش تھی۔ قربان جائیے۔ حضرت میاں صاحب تو زندگی کے سب کام نمونہ کے تھے اور جن میں نصیحت ہوتی تھی۔ چند احباب بجانب کے سے۔ موصوف نے وصیت زبانی بھی رکھی جس سے موصوف کے دل پر مرکز سلسلہ

کی محبت کا اظہار ہوتا ہے) کہ وقت مقدر آنے پر جلد ہی ان کو ربوہ پہنچا یا جائے اور ربوہ کے پانی سے ان کو غسل دیا جائے۔ حسب وصیت نعش کو ربوہ لاکر غسل دیا گیا۔ اور پھر آخری زیارت کے لئے نعش کو "البشریٰ" کے ایک کمرہ میں رکھ دیا گیا۔ گھنٹوں زیارت کے موقعہ کے باوجود زائرین ختم نہ ہو سکے اور ۵ بجے شام پسماندگان کہ جن میں بھائی بہنیں اہلیہ، صاحبزادے، صاحبزادیاں، بھتیجے، بھتیجیاں، بھانجے، بھانجیاں درست، احباب اور خدام شامل تھے نے اپنے چاند کے تابوت کو زخمی دلوں اشکبار آنکھوں اور قلبی دعاؤں کے ساتھ اٹھایا اور اسے آخری آرام گاہ پر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے قدموں میں پہنچایا۔ ہم سوچتے ہیں کہ کیا حال ہوگا ان سب کا جو اس وقت موجود تھے اپنے ہاتھوں سے اور آنکھوں کے سامنے دفن کر رہے تھے۔ لیکن باقی رہے نام اللہ کا۔ غیر اس کے سب فانی ہیں۔ اور ہوگا وہی جو اسے منظور ہے۔

مرضی مولیٰ بر ہمہ اولیٰ

العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی بہ ربنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

سیدہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے "میرے منجھلے بھائی" کے عنوان سے جو سطور رقم فرمائی ہیں ان کا خلاصہ اسی … اوپر کے شعر میں ہے۔

تمہیں کہتا ہے مردہ کون تم زندوں سے زندہ ہو
تمہاری خوبیاں تاتم تمہاری نیکیاں باقی

حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کے سب کاموں میں ہمارے لئے نمونہ اور سبق ہے اطاعت امام، پابندی نظام، طلب علم، دیانتداری محنت، استقلال، کوشش، تحقیق اور نافع الناس ہونے میں ممتاز تھے اور تصنیف صدق یاربینہ کے جملہ جماعتی کاروبار میں نمایاں ہیں ان کا کسی نہ کسی طرح حصہ ہے۔

ہستی باری تعالیٰ کے موضوع پر "ہمارا خدا" ان کی یادگار ہے۔ کلام اللہ کی خدمت کے طور پر رسالہ "قرآن کریم کا اول و آخر" اور قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ و تفسیر میں ان کی سعی شامل ہے۔ عشق آنحضرت صلعم کے نتیجہ میں سیرت خاتم النبیین صلعم کے تینوں حصے اور چالیس جواہر پارے ہمارے سامنے ہیں۔ نوجوانوں کے لئے "اچھی مائیں" مبلغین کے لئے تبلیغ ہدایت طلباء کے لئے امتحان پاس کرنے کے گر، مربیان کے لئے جماعتی تربیت اور اس کے اصول اور تربیتی مضامین چراغ راہ ہیں۔ غرضیکہ بنی نوع انسان کے ہر طبقہ کی راہنمائی کی سعی موصوف نے کی۔ اور ہر

کار خیر میں نمایاں حصہ موصوف نے ڈالا۔

تقسیم ملک کے بعد اہالیان قادیان کے ساتھ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا براہ راست تعلق رہا۔ اور اس مشکل کام کو نظارت خدمت درویشان کے ناظر کے طور پر آپ نے بطریق احسن نبھایا۔ اور جس محنت و محبت سے درویشان قادیان کی سرپرستی آپ نے کی وہ ہمیں رہتی دنیا تک یاد رہے گی۔ کوئی درویش ان کے در پر جس طرح کی غرض لے کر گیا اسی رنگ میں اس کی داد رسی کی۔ کسی کو ظاہری اموال سے نوازا اور کسی کو بابرکت دعا سے اور محبت کی نصیحت سے۔ ہماری فلاح و بہبودی، دلداری، غمگساری، راہنمائی و تربیت کا سولہ سال لگاتار کام جس رنگ میں آپ نے کیا۔ اس سے عیاں ہوتا ہے کہ اپنے بچوں کی طرح ہمارے لئے کس قدر محنت و کوشش سے مشکل کام کرتے رہے۔ قریباً ہر درویش سے ذاتی تعارف اور ان کے ذاتی امور کی دریافت اور ان کی دلچسپی اور ہمدردی اور اچھی بات کی ترغیب و تحریص اور نصیحت ان سب کے لئے باعث تسکین تھیں۔ اور ہم سب کو اپنے عزیزی سمجھ کر ہم سے اپنی ذاتی باتیں بھی کرتے تھے۔ ایک دفعہ جبکہ ابھی مسجد مبارک کے سامنے والے مکان میں تھے اور کوٹھی "البشریٰ" زیر تعمیر تھی فرمایا کہ کیا آپ نے میرا زیر تعمیر مکان دیکھا ہے۔ میں نے عرض کی کہ حضرت دیکھا ہے۔ ماشاء اللہ اچھا مضبوط ہے اور وسیع بھی۔ بے تکلفی سے فرمانے لگے کہ اس کی تعمیر کچھ تنگ نئی طرز تعمیر کا ہے۔ میں تو طبعی طور پر پرانی طرز کو پسند کرتا ہوں۔ لیکن بچوں کے مشورہ سے اس میں نئی طرز تعمیر کو بھی شامل کر لیا ہے۔ اس سے آپ کی طبعی سادگی کا اظہار ہوتا ہے۔ پھر ایک دفعہ جب میں ربوہ حاضر ہوا۔ تو اس وقت حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کوٹھی "البشریٰ" میں رہائش فرما چکے تھے۔ میں نے حاضر ہو کر مبارکباد عرض کی تو فرمایا خیر مبارک لیکن دعا کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مکان، بیوی اور روزگار کے متعلق بڑی دعا کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ یہ ساری عمر کے لئے ہوتے ہیں۔

کرم ہائے تو مارا …… والا معاملہ تھا۔ ایک دفعہ موصوف نے عبادت کے بارے میں مضمون لکھا کہ جس میں حضور تقلب کا خاص ذکر تھا۔ میں نے خط لکھا کہ کئی دفعہ حضور تقلب کی حالت پیدا نہیں ہوتی پھر کیا کیا جائے جواب آیا

چوں ملاج مے زمے علت خمار التہاب

پھر حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ نے کئی دفعہ تبرکات سے بھی نوازا۔ ایک سرخ رومال اب بھی میرے پاس ہے جسے اب مقفل کر دیا ہے۔ کیونکہ اب اس کی قدر پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے

"یاد آرہی ہیں تیری دعائیں تیرے بعد"

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضی اللہ عنہ کے انتقال پر حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ نے جماعت کے نوجوانوں کو مخاطب فرما کر فرمایا کہ

"کل جب مجھے چوہدری صاحب مرحوم کے جنازہ کی نماز پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی تو مجھ سے خیالات کے غیر معمولی ہجوم کی وجہ سے نماز پڑھانی مشکل ہو گئی۔ اور میں بڑی کوشش سے طبیعت پر زور دے کر مسنون دعائیں پڑھ سکا۔ کیونکہ بار بار خیال آتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحبت یافتہ لوگ گزرتے جاتے ہیں۔ مگر ان کی جگہ لینے والے نئے آدمی اس رفتار سے تیار نہیں ہو رہے جیسا کہ ہونے چاہئیں۔ اور پھر نئے لوگ تیار ہو رہے ہیں وہ عموماً اس للہیت اور اس جذبۂ خدمت کے مالک نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ بے شک بعض بہت قابل رشک نوجوان بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ مگر کثرت و قلت کا فرق اتنا ظاہر و عیاں ہے کہ کوئی سمجھدار شخص اس فرق کو محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا …… پس میں جماعت کے نوجوانوں کو بڑے درد دل کے نصیحت کرتا ہوں کہ مرنے والوں کی جگہ لینے کے لئے تیاری کریں اور اپنے دل میں ایسا عشق اور خدمت دین کا ایسا ولولہ پیدا کریں کہ نہ صرف جماعت میں کوئی خلاء پیدا نہ ہو۔ بلکہ ہمارے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے طفیل جماعت کی آخرت اس کی اولیٰ سے بھی بہتر ہو۔"

حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کی درد دل کے ساتھ کی گئی نصیحت اب بھی قائم ہے۔ اور جماعتی ضرورت کا اب بھی اس پر عمل کرنا اہم ترین تقاضہ ہے۔ ہم سب پسماندگان کو اس پر عمل کر کے حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی تعمیل اور جماعتی تقاضہ کو پورا کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں میں سے بن جانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس زریں نصیحت کے مطابق اپنی زندگیاں خدمت دین اور رضائے الٰہی کے مطابق گذارنے کی توفیق دے۔ آمین۔

گو حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کا انتقال عمیر احمدیت کا ایک ستون گرنے کے مترادف ہے۔ لیکن راضی برضا کا حکم ہے۔ اور اسی کے آگے سر تسلیم خم ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کے درجات بلند فرماوے اور ان کو آنحضرت صلعم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق اور اجر جزیل سے نوازے اور ان کے نیک نمونہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

وہ پھول تھے مہکتا تھا جہاں جن سے
وہ چاند تھے چمکتا تھا آسماں جن سے

اللہ تعالیٰ کے گھر میں تو کوئی کمی نہیں وہ تو ہماری ڈھارس ہمارے محبوب آقا کو جسے صحت کاملہ اور درازیٔ عمر دے کر بندھا سکتا ہے کہ جس کے لئے ہم ہر لمحہ ورآن دست بدعا ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

اے خدا دے عمر لمبی تو خلیفہ کو میرے

بہ رحیم و کریم خدا کے حضور

(بقیہ صفحہ ۲)

کیونکہ ساری طاقتوں کا مالک سب کے سر پر کھڑا ہے اور اپنے ان وعدوں کے مطابق جو کبھی ٹل نہیں سکتے آئندہ بھی وہ ہمارے سر پر ہاتھ رکھے گا۔

تعلق ایک اختیار جو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اعمال و کردار کا محاسبہ کریں اور اپنے فرائض کی ادائی میں پہلے سے زیادہ ہوشیار ہو جائیں اور وہ دعائیں کریں جو رحیم و کریم خدا کے رحم و کرم کو جذب کرنے والی ہوں۔ ان کی کیفیت کیسی ہو اس کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک جامع الفاظ ہمیشہ ہی احباب جماعت کے پیش نظر رہنے چاہئیں حضور فرماتے ہیں:۔

"دعاؤں میں بلاشبہ تاثیر ہے اگر مردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعا سے اور اگر اسیر رہائی پا سکتے ہیں تو دعاؤں سے …… مگر دعا کرنا اور مرنا ناگزیر قریب ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ)

(رف ۱۰)

صداقتِ احمدیت کا ایک اور تازہ نشان

از مکرم المساح چوہدری مبارک علی صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد دکن

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریتِ طیبہ کا ہر فرد اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اُس کی کامل قدرت کا ایک زندہ نشان ہے۔ پنج تن پاک میں سے ہر ایک کی پیدائش سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادہ کو اُن کی نیک قسمت دین و دولت رُشد و ہدایت عمر و عزت ایسی نعمتوں سے مالا مال ہونے کی بشارت دی۔ چنانچہ حضور نے اپنی اولاد کو اپنی صداقت کے لئے بطور نشان کے دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس اولاد کے متعلق اللہ تعالیٰ کی اس قدر بشارتیں ہیں کہ ایک معمولی ایمان رکھنے والا انسان بھی ان بشارات کو پڑھ کر اس خاندان کے تقدس اور بزرگی کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور خاص طور پر وہ شخص جس کو کسی پہلو سے شجرہ طیبہ کے سایہ میں رہنے کا موقع ملا ہے۔ اُس نے اللہ تعالیٰ کے اُن وعدوں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت کے متعلق ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں پورا ہوتا دیکھا ہے۔ کیونکہ ان کی پیدائش پیاری زندگی حتیٰ کہ زندگی کی آخری گھڑیاں بھی خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک زندہ ثبوت چھوڑ گئی ہیں۔ چنانچہ اسی مبشر اور مقدس اولاد میں سے وہ مقدس وجود بھی ہے جسے الہام الٰہی میں قمرالانبیاء کے لقب سے پکارا گیا۔ یعنی قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ جو پچہتر سال کی درخشندہ زندگی گذار کر لاکھوں پروانوں کو اپنی یاد میں تڑپتا چھوڑ کر اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔ آپؓ کا وجود شعائر اللہ میں سے تھا۔ اگر آپ کی پاکیزہ اور مطہر زندگی کا ایک ایک دن خدا کی ہستی کا زندہ نشان تھا۔ تو آپؓ کی وفات بھی ایک بہت بڑا نشان ہے۔ آپؓ کی پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بشارت دی تھی

"یأتی قمر الانبیاء وامرک یتأتی یسر اللہ وجھک و ینیر برھانک سیولد لک الولد و یدنیٰ منک الفضل ان نوری قریب۔"

(تذکرہ)

یعنی نبیوں کا چاند آئے گا۔ اور تیرا کام بن جائے گا۔ اور اس وجود کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تجھ سے خوش ہوگا اور اس کے ذریعہ تیری صداقت کے دلائل کو روشن اور آسان کر دے گا۔ تیرے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو قریب کرنے کا موجب ہوگا۔

ہر وہ شخص خواہ اپنا ہو یا بیگانہ جسے اللہ تعالیٰ کے اس محبوب بندے اور مقدس ہستی سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے وہ اس امر کا شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اپنی پوری شان سے لفظ بلفظ پورا اترا ہے۔ حضرت میاں صاحب کی صحبت کی گھڑیوں میں انسان ایسا محسوس کرتا تھا کہ گویا چاند کی ٹھنڈی روشنی میں بیٹھا ہے۔ پھر ہر معاملہ میں آپ کا دلنشین طرزِ استدلال ایسا پیارا اور مؤثر ہوتا تھا کہ اسلام اور احمدیت کی صداقت کے دلائل ہوں یا اختلافی مسائل کا بیان یا دوسرے نکات کی تشریح و توضیح۔ بیان کردہ مضمون کے اندر ایسی جان بھر دیتے کہ ایک معمولی عقل کا انسان بھی مسئلہ کی تہ تک پہنچ جاتا کیوں نہ ہوتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ "ینیر برھانک" یعنی وہ لڑکا جو کہ چاند کی روشنی کی طرح ٹھنڈی طبیعت رکھنے والا ہوگا تیری صداقت کے دلائل کو روشن کرے گا۔

خیر یہ تو تھا آپ کی مبارک زندگی میں ہونے والے کارہائے نمایاں کی طرف اشارہ عجیب تر بات تو یہ ہے کہ حضرت میاں صاحبؓ کی وفات کے بالکل قریب وقت میں صداقتِ احمدیت کا ایک ایسا عظیم الشان نشان ظاہر ہوا ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ ایک طرف اس جانکاہ نقصان کو جو حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے ہوا ہے اُس کے تصور سے دل بے قرار ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان پیشگوئی صاف رنگ میں پوری ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ تو انسان کو ایک اطمینان اور تسلی مل جاتی ہے کہ واقعی اس سلسلہ کے پیچھے ایک ایسا ہاتھ کام کر رہا ہے جو بڑی قدرتوں کا مالک ہے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ۵۰ سے پچپن سال پہلے اس نشان کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ

"دیکھا میں نے کہ بشیر احمد کھڑا ہے وہ ہاتھ سے شمال مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ زلزلہ اس طرف چلا گیا۔"

(اخبار بدر ۲۳ مئی ۱۹۰۶ء بحوالہ تذکرہ صفحہ ۲۲۱)

خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت میں اس محبوب کی زندگی کے آخری دن کو بھی ایک زندہ نشان کے دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ چنانچہ آپ کی وفات کے ۱۲ گھنٹے قبل ربوہ اور لاہور کے ٹھیک شمال مشرق میں سری نگر کشمیر سے چند میل دور تحصیل بڈگام میں ایسا قیامت خیز زلزلہ آتا ہے کہ سینکڑوں آدمی ہلاک اور زخمی ہو گئے اور ہزاروں بے گھر ہو کر رہ گئے۔ اللہ اللہ۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کی صداقت کا یہ کیسا زندہ اور چمکتا ہوا نشان ہے! کیا کوئی اس نشان کا انکار کر سکتا ہے؟ کیا حضرت میاں صاحب کی ذات گرامی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ الہام کہ

"ینیر برھانک"

آپ کی زندگی کی آخری گھڑیوں میں بھی پورا کر کے نہیں دکھایا۔ گویا یہ کہنا چاہیئے کہ آپ کی پیدائش آپ کی زندگی اور پھر آپؓ کی وفات کا وقت بھی احمدیت کے لئے ایک چمکتا ہوا برہان ثابت ہوا۔

اعلی اللّٰہ لہٗ فی الجنۃ منزلاً۔

مختصر روئداد مناظرہ بمقام کلکتہ

(بقیہ صفحہ ۶)

غیر احمدیوں نے اپنے ٹیپ ریکارڈ کرنے کا انتظام کیا تھا۔ مگر ہمیں معلوم نہ تھا، بلکہ یہ خیال تک نہ تھا ورنہ یہ مشین تو ہمارے پاس بھی موجود تھی۔ تاہم جب ہمیں معلوم ہوا کہ تقاریر کو ٹیپ ریکارڈ کیا جا رہا ہے تو ہم نے نہایت عجیب طور پر جناب سلیمان صاحب سے درخواست کی کہ ہمیں اپنے ٹیپ ریکارڈ سے ٹیپ ریکارڈ کرنے کی اجازت دیدیں۔ مزید برآں اس کی ایک نقل تحریر کروا کے اپنے دستخطوں سے ہمیں دے دی جائے تاکہ لوگوں کو مصدقہ رپورٹ دکھائی جا سکے۔ تو آپ نے ہاں کر لی۔ اور یہ بھی کہا کہ آپ لوگ اپنا مشین پر بھی ٹیپ ریکارڈ کر لیں

لیکن ہم تھک گئے التجائیں کر کر کے اور دوڑ دوڑ کے اور خدا کا خوف دلا دلا کے کہ ہمیں ٹیپ ریکارڈ کر لینے دیا جائے۔ اب، تب، آج، کل کرنے کے بعد آخر سلیمان صاحب نے کہا کہ ہماری اپنی اور پرائیویٹ مجلس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس ریکارڈ کو تلف کر دیا جائے۔ لہذا آپ کو ریکارڈ نہیں مل سکتا۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس مناظرہ میں مولوی اسمٰعیل صاحب کو کیسی شاندار کامیابی ہوئی۔ مولوی صاحب موصوف سے کہیں کہ وہی سلیمان صاحب سے یہ ریکارڈ ہمیں دلوا دیں۔ تاہم شائع کر دیں یا وہی شائع کر کرا دیں ورنہ وجہ تو بتائیں کہ ریکارڈ ہمیں دینے یا اسے تلف کر دینے میں کیا حکمت ہے؟ یہ بات اور بھی مزیدار ہو جاتی ہے کہ چونکہ پہلی تقریر میری تھی اسلئے ان لوگوں نے ریکارڈ نہیں کیا تھا۔ گویا ہماری پوری تقاریر ریکارڈ نہ ہونے کے باوجود وہ ریکارڈ چھپایا یا بلکہ تلف کیا جا رہا ہے

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

دعا کی تحریک

مکرم حکیم بدر الدین صاحب عامل درویش قادیان کے والد صاحب عرصہ دو ماہ سے شدید طور پر بیمار ہیں اور اس وقت میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ خود حکیم صاحب بھی ان کی تیمارداری کے لئے پاسپورٹ پر اُن کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مریض کو صحت دے اور بیمار درویش بھائی کو پریشانی اور تکلیفات سے نجات بخشے۔ آمین۔

(ایڈیٹر)

جماعتہائے احمدیہ کشمیر کی سالانہ کانفرنس

(بقیہ صفحہ اول)

بیشتر و بزرگوں سے بہت زیادہ بڑھ کر دوسروں پر اثر نہ ڈالے اور ہمارا قدم ہر آن تیز سے تیز تر نہ ہوتا جائے۔
مجھے اس بات سے تعجب ہوتا ہے کہ آپ کی جماعتوں میں سے بعض کی طرف سے یہ مطالبات آتے رہتے ہیں کہ تبلیغی، تربیتی اور اصلاحی اغراض کے لئے فلاں علاقہ میں کوئی مبلغ نہیں۔ مبلغ کا فوراً انتظام کیا جائے ورنہ تبلیغ کا کام رک جائے گا۔ حالانکہ ان کو یہ سوچنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک زمانہ میں مبلغین کی ایسی تنظیم نہ تھی۔ جو آجکل ہے۔ ہر مخلص احمدی دیوانہ وار تبلیغ میں مصروف رہتا اور اسے پاک نمونہ جدوجہد اور تبلیغی کوششوں سے سلسلہ جماعت کو وسیع کر رہا تھا۔ ابتدائی زمانہ کے ان احمدیوں کے پیش نظر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد تھا کہ

لن یؤمن احدکم
حتی یقال انہ مجنون

یعنی کوئی شخص سچا مومن نہیں کہلا سکتا جب تک کہ وہ کلمہ دین کی بلندی کے لئے اس رنگ میں سعی اور کوشش نہ کرے کہ لوگ اس کو دیوانہ اور مجنون کہنے لگیں۔ بس یہی وہ دیوانگی اور جنون تھا جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت اور عشق کے نتیجہ میں پیدا ہوا تھا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور ابتدائی احمدیوں کو بیکل اور مضطرب کئے ہوئے تھے ان کو نہ کھانے کا ہوش تھا نہ لباس کا شوق تھا نہ وہ دیگر حوائج کے پورا کرنے کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے ہر وقت ایک ہی جذبہ کار فرما تھا کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار احسن طریق پر لوگوں کے سامنے ہو جائے اس لئے وہ ہر میدان میں کامیاب اور غالب ہوتے تھے۔ وہ ایک سے دو ہوئے۔ دو سے دو سو۔ دو سو سے دو ہزار۔ اور دو ہزار سے دو لاکھ۔
پس تبلیغی جہاد میں حصہ لینا ہر مخلص احمدی کا فرض ہے۔ مرکزی مبلغین تو تبلیغ کے کام میں مدد دیتے ہیں۔ اور غیروں کے ساتھ ضروری مقابلوں یا مناظروں کے لئے مقرر ہیں ورنہ جب تک ہر احمدی اپنے آپ کو عملی رنگ میں مبلغ نہ سمجھے مرکز سے مقرر کئے ہوئے چند مبلغ اس وسیع کام کو کیسے سرانجام دے سکتے ہیں؟ پس میں احباب سے امید کرتا ہوں کہ وہ تبلیغ کے جہاد میں جو اصل جہاد کبیر ہے۔ بلا استثنا حصہ لیں اور اپنے وقت کا ایک حصہ تبلیغ کے لئے وقف کریں۔ جو سرکاری ملازمت سے پنشن یاب ہو چکے ہیں وہ اب بڑی سرکار کی آنریری خدمت کیلئے اپنے اوقات میں سے کچھ وقت۔ خواہ روزانہ یا ہفتہ میں ایک دن یا مہینہ میں کچھ دن تبلیغ دین کے لئے ضرور وقف کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے رزق صحت اور عمر میں برکت دے گا۔ کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس کا مددگار و معاون ہو جاتا ہے۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم۔
کئی جماعتوں سے یہ اطلاعات پہنچتی ہیں کہ بعض احباب کے آپس میں تنازعات ہیں اور کشیدگی کم ہونے میں نہیں آتی۔ ایک فعال اور زندہ جماعت میں جس کا محاذ باہر کی طرف ہو ایسا ہونا ابدی ہے۔ اس مرض کا علاج واعظین اور مبلغین کو بھیجنے اور مسیح کی سرسری کوششوں سے مؤثر طور پر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کا علاج یہ ہے کہ احباب اپنی توجہ اور اوقات کو ہر دم تبلیغ کے لئے وقف کریں وہ یہ نہ سوچیں کہ فلاں احمدی دوست نے کیا کہا ہے بلکہ وہ یہ سوچیں کہ ان کے پڑوسی گاؤں یا شہر یا علاقہ میں کتنی سعید روحیں روحانی تشنگی کی وجہ سے بیتاب اور جاں بلب ہیں اور ان تک احمدیت کا آسمانی پانی جلد از جلد پہنچانا ہے۔ پس ان کی ہمدردی کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ جلد از جلد ان پیاسے اور بھوکے افراد تک یہ روحانی غذا پہنچ جائے۔ ورنہ ان کی موت کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔ اگر اس نظریہ سے ہمارے احباب کام کریں تو ان کو آپس میں الجھنے کے لئے وقت ہی کب مل سکتا ہے؟ کیا کوئی شخص اس وقت لڑائی اور جھگڑا اختیار کر سکتا ہے جبکہ اس کے سامنے اس کا قریبی عزیز دم توڑ رہا ہو؟ پھر ہمارے احباب مومنانہ فراست رکھتے ہوئے یہ کیسے گوارا کر سکتے ہیں کہ ان کے گردو پیش خدا تعالیٰ کی پیاری مخلوق روحانی موت کے کنارے پر کھڑی ہے۔ اور وہ آپس میں الجھ رہے ہوں۔ العیاذ باللہ
احباب کو یہ بھی چاہیئے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو خود بخود سمجھنے اور ان کا احساس کرنے کی عادت ڈالیں۔ اور ان کو ادا کرنے کی سنجیدگی کے ساتھ کوشش کرتے رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بارے میں فرمایا ہے:-

”وہ شخص جو اس انتظار میں رہتا ہے کہ کوئی دوسرا مجھے تحریک کرے وہ اپنے ایمان کی فکر کرے۔ مومن کا کام نیک تحریک کرنا ہے نہ کہ کسی دوسرے کی تحریک کا منتظر رہنا۔“

پس میں احباب سے التماس کرتا ہوں کہ وہ سلسلہ کی تحریکات پر عمل کرنے کے لئے مرکز کی توجہ دہانی کا انتظار نہ کرتے رہا کریں بلکہ ہر ایک اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے ان کو ادا کرے۔ مجالس خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے پروگرام مشہور و معروف ہیں۔ ہر جماعت اس بات کا جائزہ لے سکتی ہے کہ وہ کہاں تک ان پر عمل کر رہی ہے۔ تحریک جدید اور وقف جدید کے ماتحت جو ذمہ داری عہدیداران جماعت اور احباب پر پڑتی ہے ان کا بھی آپ سب کو علم ہے اور آپ دیکھ سکتے ہیں کہ آپ ان کو کہاں تک ادا کر رہے ہیں۔ لازمی چندہ جات اور طوعی چندہ جات نیز نظام وصیت میں شمولیت کے لئے آپ نے جس طریق پر کام کیا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ قرآن کریم۔ احادیث نبویہ اور کتب سلسلہ کے درس و تدریس کے سلسلہ میں اور باجماعت نمازوں کی ادائیگی اور تہجد کے التزام میں کوتاہیاں آپ سے سرزد ہوئی ہیں ان کا محاسبہ کرنا بھی آپ سب کی ذمہ داری ہے۔
بیشک آپ ہر جہت سے اپنے آپ کو تقویٰ کے قلعہ میں داخل نہ کریں گے آپ کے ایمان شیطان کی یلغار اور شبخون سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔
پس آیئے اس مقدس اجتماع میں آپ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ عہد کیجئے۔ کہ آپ نیکی اور تقوے کی ہر تحریک اور پروگرام پر خوشی اور انشراح سے عمل پیرا ہوں گے اور بدی اور بدعملی کو پوری نفرت سے ترک کریں گے۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی سب طاقتوں کو خرچ کر دیں گے۔ اور ایسا کرتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ آپ کو دار آخرت کی طرف کوچ کرنے کا وقت آ جائے۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ابد الآباد تک ہم سب کے اوپر اپنی فضل و رحمت کا سایہ رکھے اور ہم کو اپنی رضا کے عطر سے ممسوح فرماتے رہے۔ آمین۔
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

والسلام خاکسار
مرزا وسیم احمد

بقایا دار احباب توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-
”جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلہ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا۔“
گویا تین ماہ تک چندہ نہ دینے والے کے متعلق حضور کا اس قدر انذار ہے کہ وہ سلسلہ بیعت سے کٹ جاتا ہے چہ جائیکہ جو شخص اس سے زیادہ کئی ماہ یا کئی سال سے چندہ کا تارک ہو ایسا شخص اپنے تاریک انجام کے متعلق غور و فکر کر سکتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔
”میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقایا ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔“
ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں اپنی ذمہ داری کا پورا احساس کریں اور اپنی ذاتی مشکلات کے مقابل پر سلسلہ کی مشکلات کو مقدم رکھتے ہوئے ایثار و قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں اور اپنے ذمہ بقایا چندہ جات کی رقوم کو جلد از جلد ادا کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔
بعض جماعتوں کے ذمہ بقایا کی کثیر رقوم واجب الادا ہیں ان کو چاہیئے کہ ابھی اپنے موجودہ چندوں کے ساتھ ساتھ بقایا جات کو بھی ادا کرنا شروع کر دیں۔ تاکہ مالی سال تک ان کے چندوں کا تمام حساب صاف ہو سکے۔ جملہ امراء و صدر صاحبان اور مبلغین سلسلہ سے اس بارہ میں خاص کوشش اور تعاون کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو اپنے فضل سے فرض شناسی کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

وصایا

وصیت منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ وصیت کی اشاعت کے بعد ایک ہفتہ کے اندر سیکرٹری مجلس کارپرداز کو اس سے اطلاع دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

نمبر ۱۳۲۷۲۔ میں نعیمہ اصغری زوجہ شبیر احمد خاں قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۸/۶۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میری اس وقت کوئی آمد نہیں۔

(دوم) میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

حق مہر مبلغ ۵۰۰/- (پانچ صد روپیہ) ہے جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں۔ میں اپنی اس کل جائیداد کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات کے وقت میرا جو بھی ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

المرقوم و گواہ شد شبیر احمد خاں ولد خانمیر صاحب افغان خاوند موصیہ سکنہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ۱۹/۸/۶۳

العبد نعیمہ اصغری ۱۹/۸/۶۳ - گواہ شد قریشی محمد شفیع عابد

موصی ۹۴۶۳ قادیان ۱۹/۸/۶۳۔

میری اہلیہ نعیمہ اصغری صاحبہ نے اپنی وصیت میں جو جائیداد تحریر کی ہے میں اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔

خاکسار شبیر احمد خاں خاوند موصیہ ۱۹/۸/۶۳

نمبر ۹۸۴۴ (نوٹ۔ یہ موصیہ وصیت کی منظوری سے قبل فوت ہو گئی تھیں اب ان کے ورثاء وصیت کو منظور کروا رہے ہیں)

میں مسماۃ رضیا بیگم بیوہ شہزادہ قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت تقریباً ۱۹۲۸ء ساکن ماہ پور ڈاکخانہ سوئی تحصیل پائیل ضلع بسی صوبہ ریاست پٹیالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۱۱/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ میں اپنا حق مہر اپنے خاوند متوفی سے وصول کر چکی ہوں۔ اس وقت میرے پاس ۲۷۵/- روپیہ نقد موجود ہیں۔ اور دو ڈنڈیاں طلائی وزنی ایک تولہ موجود ہیں جو موجودہ نرخ کے مطابق ایک صد روپیہ ہے جن کی میزان ۲۷۵/- روپیہ کی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وصیت کرتی ہوں۔ اگر اپنی حیات میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

۱/۱۰ حصہ کے مبلغ ۲۷/۸/- انشاء اللہ اپنی زندگی میں ادا کر دوں گی۔ اگر میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد مسماۃ رضیا بیگم بیوہ (نشان انگوٹھا رضیا بیگم)

گواہ شد شیخ عبد الغنی احمدی عفی عنہ — گواہ شد شیخ محمد رمضان

سیکرٹری جماعت احمدیہ دھوری۔ — سیکرٹری مال جماعت احمدیہ پٹیالہ پسر موصیہ

سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ

مبارک تحریک!

وقفِ مبارک

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ انچارج وقف جدید قادیان

تبلیغ و اشاعت اسلام نئے ذرائع کی ادائیگی کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے تحریک جدید کے بعد وقف جدید کی مبارک تحریک کا اجراء چھ سال قبل فرمایا۔ اور اس تحریک کا یہ چھٹا سال ہے۔ ہندوستان میں اس تحریک کا کام بطور انچارج میرے سپرد ہے اس تحریک کے ذریعہ آمدہ چندوں سے تبلیغ کی توسیع جاری ہے چنانچہ سردست اس تحریک کے ماتحت چھ معلمین کے ذریعہ اس وقت تک تقریباً ساڑھے تین صد بیعتیں ہو چکی ہیں اور ہندوستان میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کی موجودہ ذمہ داریوں کو دیکھتے ہوئے توسیع تبلیغ کی صورت صرف اسی تحریک کے ذریعہ نظر آتی ہے۔ اس تحریک کے بارے میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے بعض ارشادات بغرض یاددہانی پیش ہیں تاکہ اس تحریک کی اہمیت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ سے ہی احباب کو مستحضر ہو جائے حضور نے فرمایا کہ

۱۔ "یہ تحریک خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں کپڑے بیچنے پڑیں۔ میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے۔

خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لئے فرشتوں کو آسمان سے اتارے گا۔"

۲۔ میرے لئے یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ یہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بیداری سے کام لے رہی ہے۔ مگر کام کی اہمیت اور اس کی وسعت کو دیکھتے ہوئے ابھی آپ لوگوں کو قربانیوں کا معیار اور بھی بلند کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ دیہاتی جماعتوں کی تربیت لاکھوں روپے خرچ کی متقاضی ہے پس میں افراد جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس بارے میں دعاؤں سے کام لیں اور زیادہ سے زیادہ مالی قربانیاں پیش کریں تاکہ صحیح اسلامی تعلیم سے لوگوں کو روشناس کیا جا سکے۔"

۳۔ "میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں اس غفلت کا ازالہ کرنا چاہیئے نہ صرف اپنے وعدوں کو پورا کرنا چاہیئے بلکہ انہیں کوشش کرنی چاہیئے کہ جماعتوں کی طرف سے نئے سال (وقف جدید) کے وعدے گذشتہ سال سے اضافہ کے ساتھ پیش ہوں۔ کیونکہ جب تک وقف جدید کی مالی حالت مضبوط نہ ہوگی ہم معلمین کی تعداد بڑھا نہیں سکتے۔"

۴۔ "وقف جدید کو مضبوط کرو خدا برکت دے گا۔ اسلام کو دنیا کے کناروں تک پھیلا دو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بھی بتایا تھا کہ میرے زمانہ میں احمدیت پھیلے گی۔ وقف جدید کا کام پھیل رہا ہے چندہ ضرورت سے کم ہے۔"

اس کے بعد اوائل اگست ۱۹۶۲ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب کرام کو اس طرف پھر توجہ دلا کر فرمایا کہ

"یہ تحریک بہت مبارک ہے۔ اس لئے سب دوستوں کو اس میں حصہ لینا چاہیئے۔ جن دوستوں نے وعدے کئے ہیں وہ ادا کریں اور جنہوں نے تاحال حصہ نہیں لیا وہ حصہ لے کر خدا کی رحمت اور اس کے فضل کے وارث ہوں!

(الفضل ۲۸/۸/۶۲)"

ہمارا ملک بڑا وسیع ہے لیکن اسلام و احمدیت کی تبلیغ و ترویج کی احیاء کے لئے ہماری مساعی ناقابل ذکر ہیں۔ بیشک احباب جماعت پر دیگر چندہ جات کا بوجھ ہے اور وہ مسلسل قربانی کر رہے ہیں۔ لیکن ان کی یہ مخلصانہ جد و جہد رائیگاں نہیں جائیگی بلکہ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی خاص اور متواتر تائید و نصرت ان کے شامل حال رہے گی۔

پس میں احباب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کار ثواب میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں اور کوئی فرد ایسا نہ رہے کہ جو اس میں شامل نہ ہو۔ اس کا چندہ صرف چھ روپیہ سالانہ ہے۔ دو تین افراد بھی مل کر شامل ہو سکتے ہیں۔ اس کے تعلیمی و تبلیغی و تربیتی فوائد بہت زیادہ اور دور رس ہیں۔ ہمارے ملک کی وسعت تقاضا کرتی ہے کہ سب احباب اس میں شامل ہو کر زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر ملک کے ہر حصہ میں معلمین اندھا دھند کا انتظام دینے کر سکے میں مدد دیں۔ اس وقت اس نئے سال کا تیسرا ماہ گزر چکا ہے۔ لیکن وعدہ جات کی میزان ✗

✗ اور چندہ جات کی ادائیگی کم ہے۔

برادران جماعت! یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اس نے کرنے کا ارادہ فرمالیا ہے۔ اس لئے یہ ہو کر رہے گا مگر ہم سے یہ سوال ضرور ہوگا کہ ہم نے

دستمارز قلتھم یقیقون

برکیب لعک عمل کیا ہے۔ ورنہ

ہمت اگر نصرت را دین مت اسلامی ورنہ — تعلّے آسمان است ایں بہرحالت شود پیدا

اس لئے ہمارا فرض ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیکر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں میں سے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے آمین۔

خاکسار مرزا وسیم احمد انچارج وقف جدید قادیان

خبریں

ٹریوینڈرم ۳۰ر ستمبر۔ راشٹرپتی ڈاکٹر رادھاکرشنن نے آج یہاں سے آٹھ میل دور کیرباہ تم میں کیرل یونیورسٹی کے نئے کیمپس اور اس سے وابستہ گاندھی کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے عالمگیر برادری کے قیام کی اپیل کی تاکہ ایک ایسا سماج تشکیل پائے جس میں انسان کسی قسم کے خوف و خطرے کے بغیر رہ سکیں۔ آپ نے کہا کہ جس طریقے سے مختلف ممالک ایک دوسرے کی تباہی کے لئے ایٹمی اسلحہ تیار کر رہے ہیں۔ اس سے خوف و دہشت کا ایک ماحول پیدا ہو رہا ہے۔ اور اس خوف کی وجہ یہ ہے کہ انسان دیگر بھائیوں پر اعتماد کرنے کو تیار نہیں ہے موجودہ زمانہ اور حالات یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ہم سماج کی تشکیل نو کریں اور ان حالات دنیا میں سیاسی اور مذہبی جھگڑوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ ہمیں آج جس بات کی ضرورت ہے وہ قومی سرحدوں میں گھری ہوئی سوسائیٹیاں نہیں ہیں جو کہ ایک دوسری سے عداوت رکھتی ہوں۔ بلکہ ایسی سوسائیٹیوں کی ضرورت ہے جو کہ ہر فرد ... افراد کی طرف کھینچتا چلا جائے ... سب کا دعویٰ ایک ہی۔

سرشتہ کا مرہون منت ہے آپ نے کہا گو اس زمانہ کے سب سے بڑے مسئلہ یعنی افلاس کے خاتمہ کے لئے سائنسی علم اور سائنسی دریافتوں کو عملی جامہ پہنائے جانے پر زور دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ انسان کی مجموعی اور ہمہ جہت ترقی کے لئے یہی کافی نہیں ہے۔ ہمیں اپنے تعلیمی نظام میں اخلاقیات اور روشن خیالی پر زور دینا ہوگا۔

لکھنؤ ۳۰ر ستمبر۔ پردھان منتری مسٹر نہرو نے یہاں کانگرسی ورکروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اپوزیشن والے ایک طرف حملہ آوروں کو مار بھگانے کے لئے دفاعی فوجوں کو مضبوط بنانے کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف ایسی تجاویز پیش کرتے ہیں جن سے حکومت حملہ آوروں کو بھگانے کے کام میں بے بس ہوتی ہے۔ کئی لوگوں نے چینی خطرہ کو بھلا دیا ہے۔ اور وہ حکومت پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ یہ ہماری کمزوری کی نشانی ہے زبان اور مذاہب کے جھگڑوں سے اتحاد کمزور ہوتا ہے۔ جب ایسی چیزیں سیاست میں داخل ہوں تو ملک میں ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ ملک نے کچھ اقتصادی اور سماجی ترقی کی ہے لیکن یہ اتنی نہیں ہے جتنی کہ ہم چاہتے تھے۔ ۴۳ کروڑ آدمیوں کا معیار زندگی اونچا کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اس عظیم کام کی ذمہ داری صرف حکومت پر ہی عائد نہیں ہوتی۔ وہ راستہ دکھاتی ہے۔ اس پر چلنا لوگوں کا فرض ہے مطلوبہ نتائج صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ مسٹر نہرو نے کہا کہ لوگوں کو کچھ ٹریننگ بھی ملنی چاہیئے۔ کھیتی باڑی کے معاملہ میں تو ٹریننگ کی اشد ضرورت ہے۔ دنیا تیزی سے بدل رہی ہے۔ اور ہمیں بھی تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔ روس اور چین جو کبھی ایک دوسرے کے بہت قریب تھے۔ ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔

واشنگٹن ۳۰ر ستمبر۔ امریکی اخبارات کو دہلی کے نامہ نگاروں سے آمدہ اطلاعات ملی ہیں کہ امسال روس کی طرف سے بھارت کو جو امداد ملے گی۔ وہ امریکن امداد سے زیادہ ہوگی۔ ان میں دفاع کے لئے میزائل بھی شامل ہوں گے۔ میزائیلوں کی ٹریننگ کے لئے امداد اور ہیلی کوپٹر، ٹرانسپورٹ جہاز بھی شامل ہوں گے۔

نیویارک ۳۰ر ستمبر۔ اتحادی سبھا کے اجلاس میں بھارت کے وفد کی لیڈر شریمتی وجے لکشمی پنڈت نے ایک سپیشل ویژن انٹرویو میں کہا کہ اس وقت پاکستان کے بھارت کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں۔ اور اس سلسلے میں کچھ کہنا مشکل ہے۔ شریمتی وجے لکشمی پنڈت نے کہا کہ بھارت تو پاکستان کے ساتھ اپنے تعلقات قائم کرنے کا خواہشمند ہے۔ لیکن ایک ایسے ملک کے ساتھ دوستی جاری رکھنا نہایت مشکل ہے جو ہمارا علاقہ کسی غیر کو دے دے اور اس کے ساتھ ایسا سرحدی معاہدہ کرے جس کا وہ مجاز نہیں۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے شریمتی وجے لکشمی پنڈت نے کہا کہ بھارت پاکستان پر کبھی حملہ نہیں کرے گا لیکن اگر پاکستان کی چین کے ساتھ اس طرح دوستی بڑھتی گئی تو کہنا مشکل ہے کہ پاکستان کیا کرے گا۔ شریمتی وجے لکشمی نے کہا کہ بھارت تو پہلے ہی غربت کے خلاف جنگ شروع کر چکا ہے۔ بھارت کے پاس پاکستان پر حملہ کرنے کا نہ تو وقت ہے نہ اس کا کوئی ایسا ارادہ ہے۔

ٹریوینڈرم ۔ راشٹرپتی ڈاکٹر رادھاکرشنن نے کل یہاں کہا کہ اگر دیش جمہوریت پر یقین رکھتا ہے تو لوگوں کو مختلف طبقوں میں غلام کرنا اور یہ دیکھنا ہوگا کہ دیش کے لوگوں میں دولت کی منصفانہ تقسیم ہو۔ کسان اور فیکٹری ورکر سب ہی قومی دولت پیدا کرنے میں حصہ لیتے ہیں۔ اس لئے اپنی محنت کا ثمرہ پانے کا بھی حق حاصل ہے۔ انہوں نے کہا کہ صدیوں سے عورتوں کو دبا کر رکھا گیا ہے۔ اور بیشتر لوگ عورتوں کو تہذیب کے دائرہ سے دور سمجھتے ہیں۔ ہم اس غیر مساویانہ برتاؤ کے لئے ذمہ وار گردانے جاتے ہیں۔ اور ہم نقصان اٹھاتے ہیں۔ راشٹرپتی نے کہا کہ صحیح جمہوریت کا مطلب یہ ہے کہ اختلافات کے معاملہ میں بردباری سے کام لیا جائے تشدد پر اتر آنا جمہوریت کی منشا کے مطابق نہیں اس وقت دیش کو غربت کے بڑے مسئلہ کا سامنا ہے۔ اگر ایک طرف بہت زیادہ دولت اور دوسری طرف بہت زیادہ غربت ہو تو اسے ہر اس شخص کو جو جمہوریت میں وشواش رکھتا ہے ایک چیلنج سمجھنا چاہیئے۔

اعلان برائے لجنات اماء اللہ بھارت

تمام لجنات کو خطوط کے ذریعہ اطلاع دیدی گئی ہے کہ وہ اپنی سالانہ رپورٹ ماہ اکتوبر ۱۹۶۲ء سے ماہ ستمبر ۱۹۶۳ء تک کی مفصل طور پر تیار کر کے دفتر لجنہ مرکزیہ کو دس اکتوبر تک فوراً ارسال کر دیں۔ جس لجنہ کی طرف سے سالانہ رپورٹ نہیں آئے گی۔ اس کا نام سالانہ رپورٹ کی کاپی میں شائع نہیں ہوگا۔ اسلئے ہر لجنہ اپنی سالانہ رپورٹ جلد سے جلد تیار کر کے دس اکتوبر تک بھجوانے کی کوشش کریں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

حیرت انگیز رعایت

پچاس فی صدی کمیشن

جیسا کہ احباب جماعت کو بذریعہ بدر علم ہو چکا ہے کہ خاکسار نے صدر انجمن احمدیہ قادیان سے تمام سٹاک کتب (مجلد و غیر مجلد) خرید لیا ہے اور اب اس پر مزید کافی خرچ اور محنت کر کے اسے ہر خانہ سے درست کر لیا گیا ہے۔

سٹاک بکڈپو میں بفضلہ تعالیٰ کثرت ایسی ہی کتب کی ہے جنکے دوبارہ شائع کرنے کی شاید بہت کم ضرورت پیش آئیگی۔ ان کی افادیت کا یہ حال ہے کہ ان کے بغیر کوئی بھی احمدیہ لائبریری مکمل لائبریری کہلا نہیں سکتی۔ اسلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو دوست و جماعتیں اپنی لائبریریاں مکمل کرنے کی خواہشمند ہیں وہ اپنے سٹاک کی ایک فہرست ہمیں بھجوا دیں۔ اور اسے مدنظر رکھتے ہوئے ہم خود انہیں ایسی تمام کتب انتخاب کر کے بھجوا دیں گے جن کی انہیں ضرورت ہے۔ بعد جو دوست یا جماعتیں ان کی نقد قیمت ادا کر سکیں انہیں علاوہ کرایہ ریل کے پچاس فیصدی کمیشن بھی دیا جائے گا۔ بصورت دیگر نہایت آسان ماہوار اقساط میں پوری قیمت وصول کی جائے گی البتہ ریلوے چارجز کی رعایت دی جائے گی۔

نوٹ: قسطوں پر کتب حاصل کرنے کے خواہشمند احباب اور جماعتوں کو معقول ضمانت دینا ہوگی۔ ضمانت قابل قبول ہونے کی صورت میں انہیں تمام کتب اکٹھی بھجوا دی جائیں گی۔ فہرست مفت طلب کریں۔

المعلن

عبد العظیم پروپرائیٹر احمدیہ بکڈپو قادیان دارالامان (پنجاب)